قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰ روپے
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۲

نمبر ۶۹ | مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۳۰ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۸ رجب ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

گول میز کانفرنس کے متعلق الفضل کا خاص تار

پراونشل کمیٹی میں جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی تقریریں

خان صاحب منشی فرزند علی صاحب کی طرف سے حسب ذیل تار "الفضل" کے نام موصول ہوا ہے:-

لنڈن ۵- دسمبر بوقت شب ۱۱ بجکر ۱۰ منٹ تین گول میز کمیٹیاں اب کام کر رہی ہیں - جو یہ ہیں:-

(۱) فیڈرل گورنمنٹ کے متعلق (۲) صوبجاتی حکومت کے متعلق (۳) برما کے متعلق:

پہلی کمیٹی کا اجلاس یومیہ دو دفعہ ہوتا ہے - اور وہ ان مضامین کی نسبت بحث کر رہی ہے - جن کا فیڈرل طرز کی حکومت سے تعلق ہے - دوسری کمیٹی صوبجاتی قانون ساز کونسل اور ایگزیکٹو کے اختیارات اور ہیئت ترکیبی کے متعلق بحث کر رہی ہے - اس نے اس امر پر اتفاق کیا ہے - کہ تمام مضامین وزارت کی طرف منتقل کر دیئے جائیں - اب یہ کمیٹی صوبجاتی ایگزیکٹو کی ہیئت ترکیبی کے متعلق بحث کر رہی ہے:

تیسری کمیٹی نے آج اپنا اجلاس اس بات پر غور کرنے کے لئے شروع کیا - کہ برما کی علیحدگی کس طرح عمل میں لائی جائے - چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے پراونشل کمیٹی میں آج بھی اور کل بھی تقریر کی - ان کی تقریریں نہایت پسند کی گئیں:

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے - کان میں کسیقدر تکلیف ابھی باقی ہے - حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے حضور کے لئے بعض ادویہ بذریعہ خط تجویز فرمائی ہیں:

اس ہفتہ پھر حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مقامی اصحاب کی خواہش پر ذکر حبیب پر لیکچر دیا - جو بہت دلچسپی سے سنا گیا:

مقامی احمدیوں کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو مدنظر رکھ کر صدر انجمن نے ناظر صاحب امور عامہ کی رپورٹ پر فی الحال یکم دسمبر ۱۹۳۰ء سے اپریل ۱۹۳۱ء تک ۷۰ روپے ماہوار تنخواہ تک ڈاکٹر نور ہاسپٹل کے لئے منظور کیا ہے

اخبار احمدیہ

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن بہاولپور کا جلسہ

یکم دسمبر ۱۹۳۰ء کو احمدیہ لاج میں جناب اخوند پروفیسر غلام حسین صاحب ایم اے کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ جس میں پہلی تقریر صاحب صدر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربانیوں پر کی۔ جو معلومات سے پُر تھی۔ دُوسری تقریر جناب مولوی غلام احمد صاحب اختر نے "اسلام اور آزادی" کے موضوع پر کی جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل اور آپ کی تعلیمات سے آزادی کا صحیح مفہوم اور آزادی کی اصل حقیقت نہایت واضح طور پر بیان کی۔ جو حاضرین کے لئے بے حد فائدہ کا موجب ہوئی۔ خاکسار محمد ابراہیم سکرٹری

عہدیداران جماعت احمدیہ ناسنور

پریذیڈنٹ خواجہ عبدالرحمن صاحب ڈار۔ سکرٹری عبدالعزیز صاحب جائنٹ سکرٹری عبدالعزیز صاحب ڈار۔ محصل غلام محمد صاحب وانی وعبدالرحمن صاحب ملک محاسب غلام محمد صاحب ڈار۔ امین۔ ایبر صاحب ریشی۔ سکرٹری تربیت مولوی حبیب اللہ صاحب سکرٹری تبلیغ مولوی عبدالجبار صاحب ؛

عہدیداران جماعت احمدیہ رشی نگر

صدر راکبر صاحب گنائی سکرٹری و امین عبدالصمد صاحب میر۔ محاسب محمد عبداللہ صاحب محصل جمال الدین صاحب۔ سکرٹری تبلیغ ولی محمد صاحب ؛

خاکسار عبدالواحد مبلغ کشمیر

عہدیداران جماعت احمدیہ پیرن بھٹو ریاست بہاولپور

(۱) مولابخش صاحب پریزیڈنٹ (۲) محمد صادق جنرل سکرٹری (۳) غلام قادر صاحب سکرٹری تعلیم و تربیت۔ (۴) اللہ بخش صاحب محصل۔ خاکسار محمد صادق

جماعت احمدیہ خانیوال کا جلسہ

ہمارا تبلیغی جلسہ تین دن نہایت کامیابی کے ساتھ ہوا۔ ارد گرد سے احمدی احباب بھی بہ تعداد کثیر شامل جلسہ ہوئے جناب میر قاسم علی صاحب۔ مولوی محمد یار صاحب۔ مولوی عبدالغفور صاحب اور ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب آف موگا نے تقریروں سے سامعین کو محظوظ کیا۔ لیکچروں کے خاتمہ پر سوال وجواب کا جو موقعہ دیا جاتا رہا ہندو۔ عیسائی وغیر احمدی اصحاب نے اُس سے فائدہ اُٹھایا ایک غیر احمدی مولوی نے مباحثہ پر آمادگی ظاہر کی۔ مگر حسب شرائط وقت مقررہ پر میدانِ مناظرہ میں حاضر ہونے سے قاصر رہا۔ بعد میں اُس نے مسجد خانیوال میں ہمارے خلاف تقریر کی۔ اُس کا جواب مدلل طور پر جناب مولوی محمد یار صاحب نے دیا۔ ابھی مولوی صاحب کی تقریر ختم نہیں ہوئی تھی۔ کہ بعض غیر احمدی اصحاب نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات میں کوئی شک نہیں رہا۔ خاکسار محمود احمد قریشی

قبول اسلام

۲۸- نومبر ۱۹۳۰ء بعد نماز جمعہ ایک ہندو نوجوان مسمی شمیر نے خاکسار کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اسلامی نام نثار احمد رکھا گیا۔ خاکسار الطاف حسین خان موضع اودے پور کٹیا۔ ضلع شاہجہان پور ؛

سیاسیات ہند کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ کی تازہ تصنیف

موجودہ وقت کا سب سے اہم اور ضروری سیاسی مسئلہ مسلمانان ہند کے ملکی حقوق کا تصفیہ ہے۔ جو دیگر مسائل کے ساتھ نہ صرف گول میز کانفرنس میں زیر غور ہے۔ بلکہ اس کے خلاف ہندو ارکان اپنا سارا زور صرف کر رہے ہیں۔ ہندوستان میں بھی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ مسلمانوں کو اپنے حقوق سے محروم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ان حالات میں ہر ایک انگریزی خواں مسلمان کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کی اس تصنیف کا مطالعہ ضروری ہے۔ جو حال ہی میں آپ نے تصنیف فرمائی ہے۔ اور جو بذریعہ ہوائی ڈاک گول میز کانفرنس کے ارکان اور دیگر اہل الرائے اصحاب کے لئے بھیج دی گئی ہے۔ قریباً پانسو صفحہ حجم ہے۔ عمدہ ٹائپ اور اچھے کاغذ پر چھاپی گئی ہے قیمت صرف دو روپے چار آنے علاوہ محصول ڈاک ہے ؛

اس کتاب کا اردو ایڈیشن بھی عنقریب شائع ہونے والا ہے۔ اردو دان اصحاب اس کے لئے بھی درخواستیں دفتر پرائیویٹ سکرٹری قادیان میں بھیجدیں ؛

درخواستہائے دعا

۱- جناب حکیم ابوطاہر محمود احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ جو جوش اور اخلاص میں اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ اور ماشاء اللہ ہر طرح فارغ البال ہونے کی وجہ سے خدمات سلسلہ میں منہمک رہتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی صاحب موصوف کی خدمات امارت پر بارہا خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے۔ کچھ عرصہ سے مرض ذیابطیس میں مبتلا ہیں تمام احمدی احباب دُعا فرمائیں۔ کہ شافی مطلق انہیں صحت کاملہ و شفاء عاجلہ عطا فرمائے۔ خاکسار محمد شجاعت علی سکرٹری مال کلکتہ

۲- احبابِ کرام از راہ کرم اس عاجز کے لئے درد دل سے دُعا فرمائیں۔ بعض معاندین اور حساد اس عاجز کے ازحد درپے آزار ہیں۔ اور یہ عاجز دعاؤں کا ازحد محتاج ہے۔ خاکسار نیاز محمد احمدی۔ ہوم انسپکٹر پولیس سکھر ؛

۳- میرا لڑکا منیر احمد خان بعارضہ نمونیہ بیمار ہے۔ احباب دُعائے صحت کریں۔ خاکسار نذیر احمد خاں کلرک ڈسٹرکٹ بورڈ منٹگمری

۴- میرے بھائی مولوی رفیع الدین صاحب بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔ خاکسار ضیاء الدین احمدی ٹمٹم راولپنڈی

۵- میرا تبادلہ ایسی جگہ کیا گیا ہے۔ جہاں مخالفت۔ اور خانگی معاملات کی نزاکت سے مجھے تکلیف ہے احمدی احباب درد دل سے دعا فرمائیں ؛ خاکسار محمد شفیع مدرس سکرٹری تبلیغ علیپو دالی

۶- ماسٹر عبدالواحد صاحب کے والدہ اور ہمشیرہ صاحبہ بیمار ہیں- احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار عبدالحمید متعلم مدرسہ احمدیہ

ولادت

۱- اللہ تعالےٰ نے ۲۴- نومبر ۱۹۳۰ء کو مجھے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ پاک اُسے صحت وتندرستی کے ساتھ نیک بنائے۔ اور لمبی عمر عطا فرما کر خادم دین بنائے۔

خاکسار اقبال محمد خاں ہوا گھر عدن

۲- چوہدری مولاداد صاحب کو خدا تعالےٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا کریں خدا تعالےٰ لمبی عمر عطا کرے۔ اور خادم دین بنائے اس سے قبل چوہدری صاحب کے دو لڑکے فوت ہو چکے ہیں۔ خاکسار سلطان احمد چک ۹۹ شمالی سرگودہ

دعائے مغفرت

۱- میرے والد حضرت منشی حبیب الرحمن صاحب رئیس حاجی پورہ ریاست کپورتھلہ نے یکم دسمبر ۱۹۳۰ء کی شام کو انتقال فرمایا۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے اولین خدام میں سے تھے۔ ازالہ اوہام اور دُوسری کتب میں آپ کا ذکر بھی ہے سلسلہ سے بے حد محبت تھی۔ آپ ۳۱۳- اصحاب میں سے تھے۔ مقدمات اور بہت سے مباحثات وغیرہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ رہے حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر آتے ہی رونے لگ جاتے۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے عاشق صادق تھے۔ آپ رفاہ عام کے کاموں میں اکثر حصہ لیتے تھے نیز حکام ریاست میں بڑی عزت تھی۔ علاقہ بھر کے لوگ آپ کا احترام کرتے تھے۔ تمام احمدی احباب سے استدعا ہے۔ کہ دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار محبوب الرحمن

الفضل :- ہمیں جناب منشی صاحب کی وفات کا سخت صدمہ ہے۔ ہم ان کے سارے ...

لاہور میں الفضل کی ایجنسی

لاہور میں الفضل کے ایجنٹ میاں غلام حسین صاحب اینڈ سنز ایجنٹ اخبارات چوک انارکلی لاہور ہیں۔ ان سے تازہ الفضل خریدا جائے ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۶۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

گول میز کانفرنس کے مسلمان نمائندوں کی حب وطنی اور رواداری

مہاسبھائی نمائندوں کی ہٹ دھرمی اور ملکی مفاد کیلئے تباہ کن روش

ڈاکٹر منجے کی لیڈری

ہندو مہاسبھا کے روح رواں ڈاکٹر مونجے کی ہندوؤں میں شہرت اور قوم پرستی کا انحصار ہی مسلمانان ہند کے خلاف بیہودہ سرائی اور ان کے حقوق کی اندھا دھند مخالفت پر ہے۔ اور میدان سیاست میں ان کا سب سے بڑا کارنامہ ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف طرح طرح سے اشتعال دلا کر فتنہ پیدا کرنا ہے :۔

ڈاکٹر منجے اور ہندو پریس

لیکن جب انہوں نے گول میز کانفرنس کی دعوت کو اپنے لئے نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر ولایت جانے کی تیاری کی۔ تو ہندو پریس نے انہیں "کانگریس کا غدار" کہکر اس قدر لعن وطعن کی۔ کہ ان کی لیڈری خطرہ میں پڑ گئی۔ اس کی حفاظت کے لئے اول تو انہوں نے یہ بات گھڑی۔ کہ ڈاکٹر سپرو وغیرہ ماڈریٹوں کے زور دینے کی وجہ سے وہ شرکت کانفرنس پر آمادہ ہوئے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر سپرو نے یہ اعلان کرکے کہ میں نے ڈاکٹر صاحب کو کبھی ایسی ترغیب نہیں دی۔ بلکہ میں تو گذشتہ مارچ سے کبھی ان سے ملا بھی نہیں ہوں۔ ان کا جھوٹ ظاہر کر دیا۔ اس پر ڈاکٹر منجے کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ رہا۔ کہ کانفرنس میں شریک ہونے کی ایسی وجہ پیش کریں۔ جس سے ہندو نہ صرف مطمئن ہو جائیں۔ بلکہ مسلمانوں کی عداوت اور دشمنی کے جو جذبات ان میں پائے جاتے ہیں۔ ان کی تسکین کا سامان دیکھ کر خوشی سے پھولے نہ سمائیں :۔

گول میز کانفرنس میں ڈاکٹر منجے کے شامل ہونے کی غرض

چنانچہ ڈاکٹر مونجے نے کانفرنس میں اپنی شرکت کی غرض یہ بیان کی۔ کہ وہ نہ صرف مسلمانوں کے تمام مطالبات کی مخالفت کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ بلکہ دنیا پر مسلمانوں کے مطالبات کی بیہودگی ثابت کرنا ان کا اصل مقصد ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے اعلان کیا۔ کہ :۔

"اگر میں (گول میز کانفرنس میں) دنیا پر یہ ثابت کر سکا۔ کہ میرے مسلمان بھائیوں کے مطالبات تنگ خیالی اور فرقہ پرستی پر مبنی ہیں۔ اور قومی مفاد کے لئے تباہ کن ہیں۔ تو میرا مقصد پورا ہو جائے گا"

(پرتاپ ۲۲ ستمبر)

منجے صاحب کا یہ تیر نشانہ پر بیٹھا۔ اور وہی ہندو پریس جو ان کے گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کے ارادہ پر بہت سختی سے ان کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔ اس اعلان کے بعد ان کی تعریف و توصیف کے گیت گانے لگ گیا۔ اور اس بات پر فخر کرنے لگا۔ کہ منجے صاحب کی موجودگی میں مسلمانوں کے لئے اتنا بھی ممکن نہ ہوگا۔ کہ وہ اپنے مطالبات کی معقولیت ثابت کر سکیں۔ کجا یہ کہ انہیں منظور کرا سکیں :۔

ہندو مسلمانوں کا سمجھوتہ

منجے صاحب کے مندرجہ بالا اعلان سے صاف ظاہر تھا۔ کہ جو شخص اس ارادہ اور اس نیت سے گول میز کانفرنس میں شریک ہو رہا ہو۔ اور جس کا یہ دعوےٰ ہو۔ کہ وہ دوسرے ہندو نمائندوں کو بھی اپنے پیچھے چلا سکے گا۔ اس کی اور اس کے ساتھیوں کی موجودگی میں ہندو مسلمانوں کا کوئی سمجھوتہ ہونا قطعاً ناممکن تھا۔ ان حالات میں جب لنڈن سے اس قسم کی خبریں آنے لگیں۔ کہ ہندو مسلمانوں میں سمجھوتہ کے امکانات بڑی حد تک پیدا ہو گئے ہیں۔ ہندو مسلمان متحد ہونے کے بالکل قریب ہیں۔ ہندو مسلم اتحاد ہوا ہی چاہتا ہے۔ اس اتحاد میں اب بہت تھوڑی کسر باقی رہ گئی ہے۔ وغیرہ۔ وغیرہ تو ایسا معلوم ہونے لگا۔ کہ گویا ڈاکٹر مونجے اور ان کے ساتھی وہاں موجود ہی نہیں۔ یا یہ کہ جو ارادے لے کر وہ ہندوستان سے روانہ ہوئے تھے۔ ان کی نامعقولیت سے آگاہ ہو کر انہیں ترک کر چکے ہیں۔ لیکن آخر وہی ہوا۔ جو ڈاکٹر منجے وغیرہ کی موجودگی میں ہونا چاہیئے تھا۔ اور اب قطعی خبریں آ چکی ہیں۔ کہ ہندو مسلمانوں کے اتحاد کی کوئی صورت نہیں ہے۔ چنانچہ گذشتہ ہفتہ کی خبروں میں یہ شائع ہو چکا ہے :۔

ڈاکٹر منجے کی تنگ نظری اور فرقہ پرستی

لیکن اس کے ساتھ ہی اگر فی الحال ساری دنیا پر نہیں۔ تو بڑے حصہ پر یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ ڈاکٹر مونجے اور ان کے ہم خیالوں کے مطالبات نہ صرف تنگ خیالی اور فرقہ پرستی پر مبنی ہونے کی وجہ سے بلکہ جہالت اور نادانی۔ عداوت اور دشمنی سے ملوث ہونے کے باعث قومی مفاد کے لئے بے حد تباہ کن ہیں۔ اور ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کے مطالبات نہایت معقولیت پر مبنی اور پوری حب وطن کا مظہر ہیں۔ چنانچہ مشہور اخبار "ڈیلی میل" کے نامہ نگار نے حال میں جو بیان بذریعہ ہوائی ڈاک بھیجا ہے۔ اس میں جہاں مسلمانوں کے مصالحانہ رویہ اور ان کی حب وطنی کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے :۔

"میری دیانتدارانہ رائے ہے۔ کہ مسلم اقلیت مفاہمت کے لئے سخت مضطرب ہے۔ اور اس کا رویہ سب سے زیادہ مصالحانہ اور روادارانہ ہے۔ ہز ہائی نس آغا خاں کی زیر قیادت مسلم نمائندوں اور علی الخصوص مسلم راہنماؤں نے حب وطن کا ایسا روشن ثبوت دیا ہے۔ کہ کسی کو اس کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں"

وہاں منجے صاحب کا خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :۔

"ڈاکٹر منجے اور مسٹر جیکر کا رویہ معاندانہ معلوم ہوتا ہے۔ ڈاکٹر منجے کی ہٹ دھرمی کا یہ عالم ہے۔ کہ وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ لیکن حقائق سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر منجے کی سمجھ میں یہ بات بھی نہیں آتی۔ کہ جب تک فرقہ وار مسائل کا تصفیہ نہ ہو جائیگا اس وقت تک جدید مرکزی حکومت کا دستور کس طرح مرتب ہو سکے گا۔ مسٹر جیکر تجاہل عارفانہ سے کام لے کر منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھے ہیں۔ اور اگرچہ جانتے ہیں۔ کہ ڈاکٹر منجے کی تجاویز مجذوبہ کی بڑ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔ لیکن ایسا کوئی لفظ زبان سے نکالنا نہیں چاہتے جس میں مسلمانوں کی حمایت کا شائبہ بھی پایا جاتا ہو"

مسلمانوں کا مصالحانہ رویہ

نامہ نگار "ڈیلی میل" نے اس اظہار رائے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ دلائل سے ثابت کیا ہے۔ کہ مسلمانوں کا رویہ نہایت مصالحانہ اور روادارانہ ہے۔ لیکن ڈاکٹر منجے وغیرہ کی روش معاندانہ ہے چنانچہ مسلمانوں کے نمائندے سر آغا خاں۔ سر محمد شفیع۔ مسٹر جناح اور مولانا محمد علی کے متعلق اس کا بیان ہے کہ وہ یہاں تک آمادہ ہو گئے تھے۔ کہ مسلمانوں کی طرف سے حسب ذیل شرائط ہندوؤں کے سامنے پیش کر دیں :۔

(۱) اگر فرقہ وار مفاہمت ہو جائے۔ تو ہم طیار ہیں۔ کہ ہندوستان کے آئینی ترقی پذیر مطالبات کے لئے اس طرح جنگ کریں۔ کہ گویا ہندو

ہمارے راہنما ہیں۔ نیز اس صورت میں ہم ان کے تمام احکام کی پوری پوری تعمیل کرنے کو طیار رہیں گے ؛

(۲) ہم ہندوؤں کے دوش بدوش کھڑے ہو کر متفقہ وشترکہ مطالبات پر زور دیں گے۔ بلکہ ہم تو یہاں تک طیار ہو جائیں گے کہ ہندو ہی ہماری ترجمانی کریں ؛

(۳) پھر جس قسم کا دستور اساسی برادران وطن طلب کریں گے ہم بھی اس کے حصول کے لئے لڑیں گے۔ اور کسی خارجی یا داخلی سازش اور طرق طاقت کا کوئی اثر قبول نہ کریں گے ؛

(۴) اگر حکومت برطانیہ ہمارے متفقہ مطلوبہ دستور کو قبول یا ہماری مفاہمت کو تسلیم نہ کرے گی۔ تو مسلمان اس مفاہمت کو بالکل منسوخ سمجھیں گے۔ اور یہ مان لیں گے۔ کہ گویا ان میں اور ہندوؤں میں کوئی مفاہمت ہوئی ہی نہ تھی ؛

(۵) ہم مسلمان اس سے بھی ایک قدم آگے جانے کو طیار ہیں اور اعلان کرتے ہیں۔ کہ اگر حکومت حیلہ سازی سے کام لے۔ یعنی ہمارا متفقہ دستور اساسی ایک قسم کا ہو۔ اور حکومت دوسری قسم کا دینا چاہے۔ جو بظاہر ہمارے مطلوبہ دستور کے مثابہ معلوم ہوتا ہو۔ تو خواہ حکومت کے مجوزہ دستور میں ہندو مسلم مفاہمت بھی کیوں نہ شامل ہو۔ ہم اکثریت یعنی ہندوؤں کے فیصلہ کی پابندی کریں گے ؛

مہاسبھائیوں کا جواب

ڈاکٹر مونجے اور ان کے ساتھیوں نے ان تجاویز کا یہ جواب دیا کہ:

"ہر مفاہمت اس وقت تک صیغہ راز میں رکھی جائے جب تک حکومت برطانیہ ہندوستان کو درجہ نو آبادیات دینے کا اعلان نہ کر دے جس کے بعد ہندو مسلم تصفیہ کی شرائط رفتہ رفتہ کے بعد دیگرے ظاہر کی جاتی رہیں گی ؛"

نامہ نگار "ڈیلی میل" ڈاکٹر مونجے کی اس ہٹ دھرمی کے متعلق لکھتا ہے :-

"اس جواب کو دیکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ڈاکٹر مونجے آئینی مسائل کے متعلق بچوں کی سی رائے رکھتے ہیں۔ اور وہ ہندو پرستی کے جوش میں حقائق کو فراموش کئے بیٹھے ہیں۔ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس قسم کی باتوں کو پردہ راز میں رکھنا بالکل غیر ممکن ہے اس کے علاوہ اگر برطانی حکومت اس حد تک آگے جانے کو طیار ہو جائے۔ کہ درجہ نو آبادیات عطا کر دے۔ تو بھی اسے حق حاصل ہے۔ کہ کسی قسم کا دستور اساسی عطا کرنے سے پیشتر دریافت کرے۔ کہ آیا فرقہ وار مسائل کا تصفیہ ہو گیا ہے۔ یا نہیں"۔

مسلمان نمائندوں کی تجاویز اور ڈاکٹر مونجے وغیرہ کے ان کے متعلق جواب پر غور کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ ڈاکٹر مونجے کی تنگ نظری، فرقہ پرستی بالکل عیاں ہو چکی ہے۔ اور ثابت ہو گیا ہے کہ ان کا رویہ مفاد ملکی کے لئے نہایت ہی تباہ کن ہے۔ اور انڈین ڈیلی کے نامہ نگار خصوصی کے بیان کے مطابق تو بعض ہندو نمائندے بھی ڈاکٹر مونجے اور ان کے دست راست مسٹر جیکر کے اس رویہ کو کلیتہً نامعقول سمجھکر ان سے متنفر ہو چکے ہیں۔ چنانچہ نامہ نگار مذکور لکھتا ہے :-

"مسٹر جیکر اور ڈاکٹر مونجے کے اس معاندانہ رویہ سے تمام ہندوؤں میں ایک عام برہمی و بددلی پھیلتی جا رہی ہے۔ اور غیر مہاسبھائی ہندو محسوس کر رہے ہیں۔ کہ اگر ان دونوں میں اور مسلم نمائندوں میں باہمی رواداری و اتفاق رائے کے ساتھ سمجھوتہ نہ ہوا تو مسٹر سری نواس شاستری۔ سر چمن لال۔ سر تیج بہادر سپرو مفاہمت کی کوشش شروع کر دیں گے معلوم ہوا ہے۔ ان کے ہم خیال اب تک پندرہ ممبر ہو چکے ہیں"۔

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ڈاکٹر مونجے مسلم مطالبات کو دنیا پر قومی مفاد کے لئے تباہ کن ثابت کرنے کی بجائے خود اپنے مطالبات کو ہندوؤں کی نگاہ میں بھی نہایت نامعقول اور تباہ کن ثابت کر چکے ہیں۔ اور جب خود ہندو ان کے مطالبات کے متعلق یہ خیال رکھتے ہیں۔ تو اس میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ کہ ساری دنیا انہیں ایسا یقین کرنے میں بالکل حق بجانب ہو گی۔ اور ہندو مسلمانوں میں کوئی سمجھوتہ نہ ہونے کی ذمہ داری ڈاکٹر مونجے اور ان کے ساتھیوں پر عائد ہو گی ؛

ڈاکٹر مونجے کی شرمناک شکست

معلوم نہیں۔ ڈاکٹر مونجے اس نہایت ہی شرمناک شکست کے بعد کس طرح ان لوگوں کو منہ دکھا سکیں گے جنہیں انہوں نے یہ کہا تھا کہ وہ گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کے مطالبات کو قومی مفاد کے لئے تباہ کن ثابت کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ اب یا تو انہیں قومی مفاد کی خاطر اپنے رویہ کو بدل لینا چاہیئے۔ یا پھر ڈوب مرنا چاہیئے ؛

جو کچھ حکومت سے کہتے ہو ہندوؤں سے بھی کہو

ہمیں بے حد حیرت ہے۔ کہ وہ لوگ جو آج مسلمانوں کے سیاسی حقوق کے سب سے بڑے محافظ بنتے ہیں۔ جو باتیں گورنمنٹ پر اعتماد نہ کرنے کے لئے بطور دلائل پیش کرتے ہیں۔ انہیں ہندوؤں کے متعلق نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور مزید حیرت یہ ہے۔ کہ اس کا ارتکاب علماء کہلانے والوں کی پوری کی پوری "جمعیت" کر رہی ہے۔ مثلاً "جمعیتہ علماء ہند کا واحد ترجمان" (۱۷ نومبر) حکومت برطانیہ کو مخاطب کر کے لکھتا ہے۔

"ان (اہل ہند) کو اگر کوئی چیز مطمئن کر سکتی ہے۔ تو وہ وعدے نہیں۔ بلکہ ان کا ایفاء ہے۔ وہ الفاظ نہیں بلکہ معنی ہیں۔ اور قول نہیں بلکہ عمل ہے۔ اس کے سوا ان کے سامنے جو چیز بھی پیش کی جائے گی۔ خواہ وہ کتنی ہی خوش کن تسلی بخش اور امید افزا ہو۔ وہ اس پر توجہ دینا بھی اپنی قومی۔ مذہبی اور ملکی توہین تصور کرتے ہیں"۔

کیا ارکان جمعیتہ بتا سکتے ہیں۔ کہ آج کل ہندو اپنے ساتھ مسلمانوں کو شریک کرنے کے لئے جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ "وعدہ" "الفاظ" اور "قول" سے زیادہ کچھ حقیقت رکھتا ہے۔ اگر نہیں اور فی الواقعہ نہیں۔ تو کیا یہی الفاظ جو حکومت کے لئے کہہ رہے ہیں۔ ہندوؤں کے متعلق بھی انہوں نے کبھی کہے۔ یا اب کہنے کے لئے تیار ہیں۔

پنجاب کے دیہاتی شفاخانوں میں مسلمان ملازمین کی قلت

گورنمنٹ کے دوسرے محکموں کی طرح میڈیکل لائن میں بھی مسلمانوں کے ساتھ جو شدید بے انصافی روا رکھی گئی ہے۔ اس کا پتہ اس سے لگ سکتا ہے۔ کہ پنجاب کے دیہاتی شفاخانوں میں مسلمان ڈاکٹر خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ اور بعض اضلاع میں تو ایک بھی مسلمان ڈاکٹر نہیں۔ مثلاً ضلع حصار کے ۲۵- دیہاتی شفاخانوں میں ایک بھی مسلمان ملازم نہیں۔ ضلع کانگڑہ کے ۱۴- شفاخانوں کے ملازم بھی تمام کے تمام ہندو ہیں ضلع گورداسپور کا بھی یہی حال ہے۔ حالانکہ ان تینوں ضلعوں میں مسلمان بکثرت آباد ہیں۔ باقی اضلاع میں ۱۲۶- ہندو ملازموں کے مقابلہ میں صرف ۴۲ مسلمان ہیں۔ مسلمان ڈاکٹری پاس موجود ہیں۔ مگر بے کار پھر رہے ہیں۔ اور اگر کسی ایک آدھ کو کوئی جگہ ملتی ہے۔ تو ہندو چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن صاف ظاہر ہے۔ کہ شمار و اعداد کے مقابلہ میں ان کی چیخ و پکار کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اور مسلمان اس بات کے مستحق ہیں۔ کہ گورنمنٹ اس بارے میں ان سے انصاف کرے۔ وزیر تعلیم پنجاب کو خاص طور پر ادھر توجہ فرمانی چاہیئے۔ اور جب تک مسلمان ڈاکٹروں کی ایک کافی تعداد ملازم نہ ہو جائے۔ اس توجہ کو جاری رکھنا چاہیئے ؛

سوراجیہ اور گئو رکھشا

آریہ اخبار پرتاپ (۳۰- نومبر) نے اس ادعا کے ساتھ کہ "رتی اور اُن کے ساتھ آریہ سماج کے لئے یہ بات قابل فخر ہے۔ کہ کانگرس سے پچیس تیس برس پہلے انہوں نے سوراجیہ کا آدرش پبلک کے سامنے رکھ دیا تھا" اس سوراجیہ کی ایک بہت بڑی شق یہ بیان کی ہے کہ "گئو رکھشا گورنمنٹ کا اولین فرض" ہونا چاہیئے۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں۔ کہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی وہی حالت ہو جائے۔ جو اس وقت ہندو ریاستوں کے مسلمانوں کی ہے۔ اور جن پر گئو رکھشا کی آڑ میں بے حد مظالم کئے جاتے ہیں۔ جس سوراجیہ کی یہ نوعیت ہو۔ اس کے حصول کے لئے جو مسلمان بے تاب ہیں۔ انہیں غور کرنا چاہیئے۔ وہ اپنے ہاتھوں اپنے لئے کتنی بڑی مصیبت کو دعوت دے رہے ہیں ؛

آریہ سماج اپنی موت مر رہی ہے

چند ایک آریہ سماجی لیڈروں کا اعتراف

ابھی وُہ زمانہ دیکھنے والے سینکڑوں لوگ موجود ہیں جب سوامی دیانند جی نے آریہ سماج کی بنیاد رکھی۔ ہندو قوم کا تعلیم یافتہ طبقہ اپنے دقیانوسی دھرم سے تنگ آ چکا تھا۔ ان کے لئے اس کی پابندیاں ناقابل برداشت ہو چکی تھیں۔ اور اس کا طریق تمدن نہایت تکلیف دہ۔ وُہ اس سے قطعاً مایوس ہو چکے تھے۔ اور اس سے نجات کی کوئی راہ تلاش کر رہے تھے۔ کہ سوامی دیانند کی آواز بلند ہوئی۔ اور ہندوؤں کا تعلیم یافتہ طبقہ جوق درجوق ان کے جھنڈے تلے جمع ہونا شروع ہو گیا۔ بظاہر اس تحریک کو نہایت شاندار کامیابی حاصل ہو رہی تھی۔ اور معلوم ہوتا تھا۔ بہت جلد اسے کامل فروغ حاصل ہو جائیگا لیکن اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علیم و حکیم خدا سے حاصل کردہ بصیرت کی بناء پر فرمایا۔ کہ یہ تحریک ایک صدی کے اندر اندر اپنی موت مر جائیگی۔ یہ پیشگوئی نہایت تحدی کے ساتھ کی گئی۔ اور پوری قوت کے ساتھ آریہ سماجی کانوں تک پہونچائی گئی۔ اس سے ان میں دیانند جی کی تحریک کو زندہ رکھنے کے لئے اور زیادہ جوش پیدا ہُوا۔ لیکن خدا تعالےٰ کی باتوں کے پورا ہونے میں کون روک بن سکتا ہے۔ وُہ پوری ہو کر رہتی ہیں۔ اور کسی انسان میں یہ طاقت نہیں۔ کہ وُہ اس کے فیصلوں کو ٹال سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

جس بات کو کہے۔ کہ کروں گا اسے ضرور
ٹلتی نہیں وُہ بات خدائی یہی تو ہے:۔

چنانچہ آج جبکہ ابھی اس آریہ سماجی تحریک پر نصف صدی ہی گذری ہے۔ ہم آریہ سماجی "نیتاؤں" کے مونہوں سے اس پیشگوئی کی صداقت کا اقرار سن رہے ہیں۔ ذیل میں اس کے متعلق چند تازہ شہادتیں پیش کی جاتی ہیں:۔

(۱)

پروفیسر دیوان چند جی شرما۔ ایم۔ اے۔ پروفیسر ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور لکھتے ہیں۔

"آریہ سماج کے مندر بند پڑے ہیں۔ ان میں ہفتہ واری حاضری بہت کم ہوتی ہے۔ اور جو لوگ وہاں جاتے ہیں۔ وُہ بھی اپنے آپ کو ایشور کے پریم سے رنگنے نہیں جاتے۔ میں ابھی ایک انگریز سیاح کا مضمون پڑھ رہا تھا۔ جس میں اس نے اپنی وسط ایشیا کی سیاحت کا ذکر کیا ہے۔ وُہ لکھتا ہے۔ وہاں سے ایک مسلمان خچروں والا ملا۔ اور وہ اُسے ایک روز کہنے لگا۔ تم مغرب کے رہنے والے لوگ بالکل دھرم کی پرواہ نہیں کرتے۔ دیکھو میں مسلمان ہوں۔ اور ہر روز پانچ وقت نماز ادا کرتا ہوں۔ لیکن تم ایک وقت بھی خدا کو یاد نہیں کرتے۔ تم لوگ گرجا میں ہفتہ کے بعد اتوار کے دن جاتے ہو۔ اور پھر دھرم کو بالکل بھلا دیتے ہو۔ جو بات خچروں والے نے مغربی سیاح کو کہی تھی۔ وہی ٹھیک ہم پر بھی عائد ہوتی ہے۔ ہم آریہ سماج کے روحانی پہلو کو بالکل بھولے ہوئے ہیں۔ اور ایشور بھگتی سے بے پرواہ ہیں۔ ...... اب آریہ سماجیوں میں وُہ پریم اور بھراتری بھاؤ نہیں رہا۔ شادی اور غمی کے موقعہ پر آریہ سماجی آریہ سماجیوں سے نہایت سرد مہری سے پیش آتے ہیں۔ ہم آریہ سماجی ایک دوسرے کے ساتھ رنج و خوشی میں شریک نہیں ہوتے۔ آپس میں پارٹی بازی اور ہوگ دویش کا شکار ہو رہے ہیں" (آریہ ویر۔ ۳۰ ر نومبر)

(۲)

ایڈیٹر صاحب آریہ ویر لکھتے ہیں۔

"آج آریہ سماج کی لیڈری کی ڈینگ مارنے والے تک آریہ سماج کو بھول کر دوسری وقتی تحریکوں کے راگ الاپ رہے ہیں۔ جہاں آج سے کچھ سال پہلے آریہ سماج کے بھجنیک بڑے جوش و خروش سے یہ بھجن گایا کرتے تھے۔ کہ

مکہ کے مندروں میں ہو وید پاٹھ جاری:۔ یوروشلم میں گونجے جا کر صدا ہماری

وہاں آج مکہ اور یوروشلم میں تو جانا کجا بھارت ورش سے بھی نراشتا و نا امیدی کا پر گھٹ اظہار کی جا رہی ہے۔ بڑے بڑے آریہ سماجی کے شتھلتا کا شکار ہو رہے ہیں۔ ...... نہ صرف یہ کہ ہم اپنی ترٹیوں اور کمزوریوں کے کارن آریہ سماج کے خطرناک دشمن سدھ ہو رہے ہیں۔ اور سدھانت گیان۔ سدھانت پریم۔ دھارمک جیون۔ مشنری سپرٹ بھراتری بھاؤ۔ سیوا کاریہ وغیرہ سب باتوں میں گراوٹ کا شکار ہو رہے ہیں۔ بلکہ ہم میں ایسے بھائی بھی موجود ہیں۔ جنہوں نے آریہ سماج کی نگاہ دوڑ موومنٹ کو دوسری وقتی تحریکوں کی قربان گاہ پر قربان کرنا اپنا دھرم ہی بنا رکھا ہے"

(۳)

مہاشہ سنت رام جی از صدر بازار راولپنڈی لکھتے ہیں:۔

"آریہ سماجوں کے ستسنگ اب اس قدر پُر رونق نہیں ہوتے حاضری اتنی حوصلہ افزا نہیں ہوتی۔ کئی جگہ تو سماج ...... پر تالے لگے رہتے ہیں۔ سال میں ایک دو دفعہ کھل گئے۔ تو خیر۔ ورنہ وُہ بھی نہیں۔ پہلے آریہ سماجیوں کا مکھیہ کام پرچار ہوتا تھا۔ بڑے سے بڑا آریہ سماجی پرچار کرنے کو فخر سمجھتا تھا۔ آج پرچار کا کام ایسے طبقہ کے سر جا پڑا ہے۔ جو اُس کے اٹھانے کے سراسر ناقابل ہے"

(۴)

ڈاکٹر رام لعل جی مہاجن لائل پور لکھتے ہیں:۔

"رشی کے نام کا علم بلند کرنے والی ان ہستیوں کے افعال سے جنہوں نے آریہ سماج کے چودھری پن کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ ان پروگراموں و تجاویز کی بجائے دُنیا کو ویدک دھرم کے جھنڈا کے تلے لانے والے کس طرح ایک دوسرے کی پگڑی اتارنے میں ہمہ تن معروف ہیں۔ آریہ سماج کی آڑ میں توان لوگوں نے جنگ زرگری مچا رکھا ہے۔ ان کی مصروفیتوں کا دائرہ تو اسی بات تک محدود رہ گیا ہے۔ کہ فلاں کی اشاعت زیادہ اور فلاں کی کم ہے۔ کسی کی جان نکلوانے کے لئے دوسروں کے نام سے کتابیں چھپوا دیں۔ لاکھوں روپیہ دھرم کے نام پر خود کمائے۔ اور اچھی طرح کمائے۔ دُنیا کتنے جواب طلب کرے۔ خود خاموش ہیں۔ ہزار جواب طلب کئے جائیں۔ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ جو مد مقابل آوے۔ اس کو حیلہ بازیوں اور سازشوں سے تباہ کرنے کی کوشش کرنا آریہ سماج کے موجودہ کرم چاریوں کا کام رہ گیا ہے غرضیکہ جن خرابیوں کو دُور کرنے کے لئے مہرشی نے اپنا سروسو قربان کیا۔ آج اُن کا جا بجا اعادہ کیا جا رہا ہے"

"آریہ سماجی بندر بانٹ کی جنگ زرگری میں مشغول ہیں"

یہ ان آریہ سماجی اخبارات کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ جو ایک طرف تو یہ کہتے کہتے نہیں تھکتے۔ کہ "اسلام کا دور دورہ ختم ہو چکا" "مسلمان بغاوت پر آمادہ ہیں" اور دوسری طرف یہ دعویٰ کرتے ہوئے نہیں شرماتے کہ:۔

"دُنیا اس تلاش میں ہے۔ کہ کوئی ایسا دھرم ہے جسے وُہ تمام عیوب سے پاک اور ہر قسم کے ثواب سے لبریز پائے۔ اور یہ آریہ سماج ہے" (پرکاش ۳۰ ر نومبر)

ان اخبارات کو گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیے۔ کہ آریہ سماج نے خود آریوں کیا نفع دیا۔ کہ وُہ ساری دُنیا کو اس کی دعوت دے رہے ہیں۔ اُن کی اپنی حالت تو وُہی ہے۔ جو اوپر بیان ہو چکی ہے۔ کسی مخالف کی طرف سے نہیں۔ بلکہ خود آریوں کی طرف سے۔

(۵)

"فوائے دھرم ماسٹر رونق رام شاد۔ ریاست پٹیالہ" لکھتے ہیں:۔

"آریہ سماج کے ممبر جہاں مدلل گفتگو جھاڑنے اور کہ دمہ کو اپنی نقطہ چینیوں سے حیران پریشان کرنے میں اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ وہاں انی گنی چند ایک ہستیوں کو چھوڑ کر عملی زندگی میں ایسے گئے گذرے ہیں۔ کہ آریہ سماج کو بھی اپنے ساتھ ساتھ تحت الثریٰ میں گھسیٹتے لے جا رہے ہیں۔ بغور دیکھئے۔ کاروبار دنیا میں ایک آریہ سماجی اور غیر آریہ سماجی میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ اگر اپنی طمع نفسانی سے وُہ بولتا ہے۔ تو یہ بھی بولتا ہے۔ وُہ دھوکا دیتا ہے۔ تو اسے بھی دھوکا دینے میں کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی۔ وُہ بے ایمانی کرتا ہے۔ تو اسے بھی بے ایمانی سے عار نہیں۔ وُہ رشوت دیتا اور لیتا ہے۔ تو اسے بھی رشوت لینے اور دینے میں کوئی جھجک نہیں۔ وُہ غریبوں کا گلا کاٹتا ہے۔ تو یہ اور بھی بے دردی سے کاٹتا ہے۔ وُہ جعل سازیاں کرتا ہے۔ تو یہ بھی مجسم جعل سازی بنا ہوا ہے۔ بلکہ اُس کے بیوپار میں تو کچھ نہ کچھ خوف خدا ہے۔ اس کے بیوپار میں یہ بھی نہیں۔ جدھر نگاہ ڈالو۔ مہرشی سوامی دیانند اور آریہ سماج کو بدنام کرنے والوں کی تو کمی نہیں۔ ان کے نام اور کام کو روشن کرنے والے اِخال خال ہی دکھائی دیں گے"

اس سے آریوں کی عام اخلاقی حالت کا پتہ لگتا ہے۔ یہ صرف ایک اخبار "آریہ ویر" کے ایک تازہ پرچہ کے اقتباسات ہیں۔ اور پرچہ بھی وُہ جو "آریہ سماج ایڈیشن" کے نام سے آریہ سماج کی تعریف و توصیف کے لئے شایع کیا گیا۔ ایک دو اقتباسات دوسرے اخبارات کے بھی ملاحظہ ہوں۔

(۶)

اخبار گورو گھنٹال (۷ر دسمبر) آریہ سماجوں کے سالانہ جلسوں پر ریویو کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"اس وقت آریہ سماج میں کئی طرح کی آپا دھاپی چل رہی ہے۔ اس وقت آریہ سماج کے لوگ ٹکے کو دھرم مانتے ہیں۔ آریہ سماجی اخبارات کی حالت یہ ہے۔ کہ سوامی جی جوتش کے برخلاف تھے۔ لیکن آریہ سماجی اخبارات۔ آریہ گزٹ۔ پرکاش وغیرہ جوتش کے اشتہار شایع کر رہے ہیں۔ جو آریہ سماج کے اصول کے برخلاف ہے یہی اخبار ہیں۔ جن پر آریہ سماج کو ناز ہے۔ یہ اپنے اصول سے گر گئے ہیں"

(۷)

مہتہ جیمنی جی۔ بی۔ اے۔ ویدک مشنری جو کئی سال تک یورپ اور امریکہ وغیرہ بلاد غربیہ میں ویدک دھرم کی اشاعت کرتے رہے ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

"میں امریکہ اور یورپ سے لوٹ کر قریباً ۹ ماہ بھارت میں رہا۔ . . . . . میں نے اس عرصہ میں کراچی سے لیکر کلکتہ تک اور اجمیر سے لیکر بھرت پور تک مختلف شہروں میں بھرمن کر کے پرچار کیا۔ اور میں آریہ سماج کی اوستھا سے سنتشٹ ہو کر نہیں۔ بلکہ بہت مایوس ہو کر جا رہا ہوں۔ میں نے جو کچھ مشاہدات اور تجربات بھارت میں کی سماجوں میں حاصل کئے۔ ان کی بناء پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ آریہ سماج بعض باتوں میں پچاس برس کے عرصہ میں ہی سوامی جی کے اُدیش سے دُور جانے لگا ہے۔" (پرکاش ۳۰ر نومبر)

یہ ان بے شمار شہادتوں میں سے چند ایک ہیں۔ جو تازہ ترین اخبارات میں شایع ہوئی ہیں۔ ان کو بغور ملاحظہ کیجئے۔ اور بتایئے کہ آریہ سماج کی روحانی موت میں کچھ شبہ باقی ہے۔ بے شک ابھی تک آریہ سماج کا نام بار بار کانوں میں پڑتا ہے۔ اور بظاہر یہ فرقہ آثار زندگی ظاہر کرنے کی کوشش بھی کرتا رہتا ہے۔ لیکن سوچنا چاہیئے۔ کہ اگر صرف پچاس سال کے عرصہ کے اندر اندر اس میں اس درجہ گراوٹ اور سوامی جی کے اُدیش سے دُوری "خود آریہ سماجی لیڈر" تسلیم کر رہے ہیں۔ تو آئندہ پچاس سال میں اس کی کیا حالت ہوگی ؟

ڈاکٹر عباد اللہ صاحب مرحوم امرتسری

ڈاکٹر عباد اللہ صاحب مرحوم امرتسری پرانے احمدیوں میں سے تھے۔ انہوں نے عین جوانی کے عالم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور بعد ازاں حضرت خلیفہ اوّل اور حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت سے بھی مشرف ہوئے اور حتی الامکان اقرار بیعت کو خوب نباہا۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کو اگرچہ میں کچھ عرصہ پہلے سے جانتا تھا۔ مگر ہمارے دوستانہ اور برادرانہ تعلقات قریباً تیس سال گذرتے ہیں۔ کہ قائم ہوئے ۱۹۰۰ء میں میں سخت بیمار ہو گیا۔ اور مجھے امرتسر کے اکثر نامور ڈاکٹروں اور حکیموں نے جواب دیدیا۔ اُس وقت اللہ تعالےٰ کے فضل سے میں ڈاکٹر صاحب کے علاج سے تندرست ہوا۔ اور اس کے بعد میرے تعلقات ڈاکٹر صاحب سے دوستانہ ہو گئے۔ جو اکثر رشتہ داروں کے تعلقات سے بڑھے ہوئے تھے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ یہ عارضی زندگی کیا ڈاکٹر صاحب کے تعلق کی وجہ سے مجھے احمدیت جیسی نعمت جو ایک ابدی زندگی ہے۔ ملی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرۃ۔

دین کے لئے غیرت

ڈاکٹر صاحب نہایت غیور انسان تھے۔ اور اپنے عقیدہ کے لئے بڑی غیرت رکھتے تھے۔ جو کوئی اس عقیدہ سے ٹکرایا۔ انہوں نے کبھی اس کی پرواہ نہ کی۔ خواہ وُہ بلحاظ رشتہ داری یا تعلق کے کس قدر بھی اُن سے قریب ہی کیوں نہ ہوا۔ یا کس قدر بھی دُنیاوی مفاد اس سے وابستہ ہوئے۔ وُہ ایسے موقعوں پر ہمیشہ دینی غیرت و حمیت کا ثبوت دیتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے ایک رشتہ دار نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ایک مضمون پر نکتہ چینی کرتے ہوئے ایک رسالہ چھپوایا۔ تو ڈاکٹر صاحب نے ایک زیادہ مطبوعہ اشتہاروں میں اپنی طرف سے اس کا جواب دیا۔

دینی خدمات

امرتسر میں بہت دیر تک جماعت احمدیہ کے سیکرٹری رہے۔ امرتسر کی احمدیہ مسجد ان کی وجہ سے ہی جماعت کو ملی۔ اور سابقہ مسجد کی دوبارہ تعمیر بھی انہی کی سعی اور اہتمام سے ہوئی۔ امرتسر میں ان کا گھر آنے جانے والے احمدیوں کے لئے ایک کھلا مہمان خانہ تھا۔

عزم

ان میں کام کرنے کا بے حد عزم تھا۔ اور جس کام کا ارادہ کرتے تھے۔ اُسے کر گذرتے تھے۔ ان کی زندگی میں اس کی کئی مثالیں ہیں۔ ایک مثال اُن کا ولایت جانا بھی ہے۔ اُن کے پاس کوئی سرمایہ ایسا نہ تھا۔ جس کے بل پر کوئی اور انسان ایسے حالات میں ولایت جانے اور وہاں کام سیکھنے کا خیال بھی دل میں لاتا۔ مگر انہوں نے عزم کیا۔ اور خدا تعالےٰ نے اس کے لئے سامان مہیا کر دیئے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب انگلستان گئے۔ اور وہاں سے (Optician) آپٹیشن کا ڈپلومہ حاصل کر کے واپس آئے۔

افریقہ جانا

اس کے بعد امرتسر اور پھر لاہور میں کام کیا۔ گو ڈاکٹر صاحب کا کام اچھا چلتا رہا۔ مگر بعد میں لاہور میں اُن کو کچھ مالی مشکلات پیش آئیں۔ اور اُن کو ایک بے بسی کی حالت میں قسمت آزمائی کے لئے افریقہ جانا پڑا۔ جو سرزمین اُن کی آخری آرام گاہ قرار پائی۔ اور زنجبار میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی اول جماعت مہاجرین نے ہجرت کی تھی۔ ۲۴ر ستمبر ۱۹۳۰ء کو دل کی حرکت بند ہو جانے سے وُہ اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مالی مشکلات کی وجوہات

مالی مشکلات اُن کی راہ میں آجانے کی ایک وجہ میرے خیال میں یہ بھی تھی۔ کہ جب سے وُہ ولایت سے آئے تھے۔ ان کی ہمیشہ یہ خواہش رہتی تھی۔ کہ جو کام کیا جائے۔ اعلیٰ پیمانہ پر کیا جائے۔ اور اس خیال کی تکمیل میں وُہ بعض اوقات خرچ اپنے وسائل آمدنی سے زیادہ کر دیتے تھے۔ دوسری وجہ یہ تھی۔ کہ جس قدر ان میں عزم تھا۔ اس کے مناسب حال استقلال نہ تھا۔ اس لئے ان کے بعض تجارتی کاموں کی انتہا ایسی اچھی نہیں ہوئی۔ جیسی ابتدا ہوتی تھی۔ اگر اُن میں استقلال اُسی نسبت سے ہوتا۔ تو شاید لاکھوں میں ایک انسان ان کا ثانی ملتا۔ بہر حال میں یقین کرتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر صاحب نیک نیت اور نیک دل انسان تھے۔ اور اگر ہم جیسے اور انسانوں کی طرح کوئی کمزوری بھی تھی۔ تو ان کی نیکیوں کا پلڑا اس کے مقابلے میں بہت بھاری تھا۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل اور رحمت سے اُن کو وافر حصہ دے۔

ولایت میں تبلیغ

جن دنوں ڈاکٹر صاحب ولایت گئے۔ ان دنوں خواجہ کمال الدین صاحب ولایت میں تھے اور وہاں اپنے طریق پر تبلیغ کرتے تھے۔ اور جماعت پر اُن کے کام کا اور ان کی مشتہرہ قربانی کا بہت اثر تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے واپسی پر بتلایا تھا کہ ابتداء میں انہوں نے کچھ وقت خواجہ صاحب کے ساتھ ملکر بلکہ ان کی ماتحتی میں اُن کی ہدایات کے مطابق کام کیا۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا۔ کہ ان کے کام احمدیت کی روح اپنے اندر نہیں رکھتے۔ بلکہ دیگر مقاصد اُن کا محور تھے۔ تو ان سے الگ ہو گئے۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے۔ اس بُت کو توڑنے میں جو خواجہ صاحب کی خدمات تبلیغ و احمدیت کے متعلق جماعت کے سامنے بنا کر کھڑا کیا گیا تھا۔ اول نمبر انہوں نے ہی چلایا۔ آخرکار یہ طلسم پاش پاش ہوگیا۔

سادگی

ڈاکٹر صاحب کی سادگی کی ایک مثال ان اوقات میں ڈاکٹر صاحب کا طریق عمل ہے۔ جبکہ وُہ ولایت گئے۔ اور ولایت سے واپس آئے۔ جس وقت انہوں نے ولایت جانا تھا اسٹیشن پر جانے کا وقت قریب آرہا تھا۔ اور ان کے رشتہ دار اور دوست ان کے ساتھ سٹیشن پر جانے کے لئے تیار بیٹھے تھے۔ گاڑیاں بھی انتظار میں کھڑی تھیں۔ مگر ڈاکٹر صاحب ابھی خرید و فروخت میں مصروف تھے۔ اور یہاں سے معمولی کپڑوں میں ولایت روانہ ہو گئے۔ جس طرح کوئی ایک آدھ گھنٹہ کے سفر پر جاتا ہے۔ پھر جب واپس آئے۔ اس روز یا دوسرے روز شام کو ڈاکٹر صاحب معمولی شلوار اور بغیر کوٹ کے واسکٹ پہنے بازار میں اس طرح ایک دُکان پر بیٹھے تھے۔ جس طرح وُہ ولایت جانے سے پہلے بیٹھا کرتے تھے۔ گویا ولایت جانیکا اور وہاں کے قیام کا ان پر کوئی اثر نہ تھا۔

ڈاکٹر صاحب کی اولاد

ڈاکٹر صاحب کے متعلق میں ایک بات اور ذکر کرکے اس بیان کو ختم کرونگا۔ ان کی اہلیہ صاحبہ اکثر بیمار رہتی تھیں۔ اور ابتدا میں اولاد کی طرف سے بالکل مایوسی سی تھی۔ بعض دوستوں نے اُن کو کہا کہ اور شادی کر لیں۔ اس پر ان کے جواب کا ماحصل یہ تھا کہ میری اہلیہ میری بڑی محسنہ ہے۔ اس نے میری ضروریات کے اوقات میں میری امداد کی ہے۔ اور دوسری شادی سے چونکہ اسے دُکھ ہوگا۔ اس لئے میں ایسا کرنا نہیں چاہتا۔ بعد میں اللہ تعالےٰ نے ڈاکٹر صاحب کو ایک لڑکا بھی دیا۔ جو اُن کے ولایت تشریف لے جانے سے چند ماہ بعد پیدا ہُوا۔ سب کو خوشی ہوئی۔ مگر لڑکا ان کی واپسی سے پہلے ہی فوت ہو گیا۔ پھر ان کے قیام لاہور میں ایک لڑکی پیدا ہُوئی۔ مگر وُہ بھی بہت دیر تک زندہ نہ رہی۔ اور چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گئی۔ اور اب ان کی کوئی زندہ اولاد موجود نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے متعلق غالب کا یہ مصرعہ بالکل صادق آتا ہے۔ ؎ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون [illegible]

خطبہ استقبالیہ پراونشل انجمن احمدیہ یوپی

منعقدہ مورخہ ۲۹ و ۳۰ نومبر ۱۹۳۰ء بمقام لکھنؤ

۲۹ و ۳۰ نومبر ۱۹۳۰ء لکھنؤ میں جو پراونشل انجمن احمدیہ یوپی کا اجلاس ہُوا۔ اس کی مفصل روئداد تو ابھی موصول نہیں ہوئی۔ خطبہ استقبالیہ برائے اشاعت پہونچا ہے جسے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

محترم صدر و معزز نمائندگان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ سب کی تشریف آوری پر خوش آمدید کہتے ہوئے اور آپ کی تکلیف فرمائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے چند امور عرض خدمت کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔

جیسا کہ آپ احباب میں سے اکثر کو معلوم ہوگا۔ جلسہ سالانہ ۱۹۲۸ء کے موقعہ پر جبکہ جماعتہائے یوپی قصر خلافت میں حضرت اقدس کی زیارت کے لئے حاضر تھیں۔ حضور نے صوبہ یوپی میں پراونشل انجمن احمدیہ کے قیام کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔ حضور کے اس ارشاد اور منشاء مبارک کی تعمیل میں ایک عرصہ سے کوشش جاری تھی۔ اور گو اسی سلسلہ میں ایک مبلغ کی خدمات حاصل کی گئیں۔ ایک ٹریکٹ بزبان ہندی ۵ ہزار کی تعداد میں ہندوؤں کے عظیم الشان اجتماع الہ آباد میں جنوری ۱۹۳۰ء میں تقسیم کیا گیا۔ ایک باقاعدہ اجلاس جماعت ہائے یوپی کا دسمبر ۱۹۲۹ء میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر دارالامان میں کیا گیا۔ مگر الحمد للہ۔ آج اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس ارشاد کو عملی جامہ پہنانے اور انجمن کو باقاعدہ بنانے کے لئے ہم لوگ جمع ہوئے ہیں۔

دوسرے صوبوں میں آج سے بہت قبل پراونشل انجمنوں کا قیام ہو چکا ہے۔ اور بوجہ اس کے کہ ہمارا صوبہ مرکز کے بالکل قریب ہے۔ ہمیں اس انجمن کے قیام کی کوشش بہت عرصہ قبل کرنی چاہئے تھی۔ مگر اب بھی اگر ہم سب ملکر اتحاد و تعاون۔ پوری تن دہی و جانفشانی سے خدمتِ دین کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ تو دوسروں سے سبقت لے جا سکتے ہیں۔ اور اس ضمن میں فاستبقوا الخیرات کا ارشاد ہر وقت ہمارے مدنظر رہنا چاہئے۔

سب سے ضروری امور جن پر ہمیں غور کرنا ہے۔ اور جن کے ذریعہ ہم اس انجمن کے مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہونچا سکتے ہیں۔ مفصلہ ذیل ہیں۔

(۱) ہمیں کونسے ذرائع اختیار کرنے چاہئیں۔ جن سے اگر ایک طرف ہم حفاظت اسلام کے پہلو کو مضبوط کر سکتے ہیں۔ تو دوسری طرف سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ و اشاعت کے فریضہ کو کماحقہٗ ادا کر سکتے ہیں۔

(۲) افراد جماعت ہائے یوپی کے اندر خصوصیات احمدیت کن ذرائع سے پیدا کی جا سکتی ہیں۔ اور ان سب کی تعلیم و تربیت کی نگہداشت کن طریقوں سے کرنی ضروری ہے۔

(۳) چندوں کی باقاعدہ وصولی۔ اور بجٹ مقررہ کی تکمیل کس طرح ہو سکتی ہے۔ اور پراونشل انجمن کے مالی پہلو کو کن ذرائع سے مستحکم کیا جا سکتا ہے۔

(۴) رشتہ ناطہ میں جو مشکلات ہمارے راستہ میں حائل ہیں۔ ان کو کس طرح دُور کر کے سہولت بہم پہونچائی جا سکتی ہے۔

(۵) چونکہ سب کاموں کو چلانے کے لئے اراکین کا انتخاب ضروری ہوگا۔ اگر ایک طرف ہم ان کا انتخاب کریں۔ تو دُوسری طرف اس انجمن کے لئے قواعد و ضوابط بھی بنانے ضروری ہونگے۔ جن کو مدنظر رکھتے ہوئے کام کو عمدگی اور آسانی سے چلایا جا سکے۔ آپ احباب آج اس مقدس غرض کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ کہ خدا کی رضا اور اس کی منشاء کے ماتحت اسلام کی خدمت کے لئے ایسے امور پر غور فرمائیں۔ جن کا نتیجہ خصوصیت سے صوبہ یوپی کے لئے اسلام کی تائید۔ مدد اور نصرت ہو۔ پس ہمارا کام معمولی کام نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا اجتماع اس لئے ہے کہ اس مقصد کو قریب لانے کی سعی کریں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے ہمارا مقرر کیا ہے اور چونکہ مقصد نہایت عظیم الشان ہے۔ لہٰذا ضروری ہے۔ کہ خشیت الٰہی کو لیکر ان امور پر غور کریں۔ اور پھر ان ارادوں اور تجاویز کو عملی جامہ پہناتے ہوئے ان کے مطابق عملی زندگی بسر کریں۔

بدقسمتی سے یہ ہمارا ہی صوبہ ہے جس میں ارتداد کی رَو نہایت تیزی سے چلی۔ اور جاہل مسلمانوں کا ایک حصہ اس رَو میں بہ گیا۔ پراونشل انجمن کے قیام کے بعد ایسے لوگوں کو بچانا اور اسلام کی حفاظت کرنے کا مقدس فرض بھی اسی انجمن کو ادا کرنا پڑیگا۔

برادران! وُہ مصائب جو اس زمانہ میں اسلام پر آرہے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ان کا کیا ہی صحیح نقشہ کھینچا ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ کربلا کے واقعہ کے بیان کرنے میں بہت کچھ مبالغہ سے کام لیا جاتا ہے۔ جب یہ نقشہ سامنے آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وُہ نواسہ جسے آپ پیار کرتے تھے۔ اور لوگوں سے کراتے تھے مگر دریا سے پانی پینے سے روکا گیا۔ اور وُہ پیاسا تڑپتا رہا۔ تو دل کانپنے لگتا ہے۔ مگر قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حالت اس زمانہ میں اس سے بھی بڑھکر ہے۔ کربلا کے واقعہ کو ایک دردمند جماعت نے نمایاں کرکے ایسا بنا دیا ہے۔ کہ ہر شخص جو سنتا ہے۔ اس کے دل میں درد پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کا حوالہ دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

؎ ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

کہ جس طرح حضرت زین العابدین کی کیفیت ہو گئی تھی۔ کہ ان کے

عزیز و اقارب مارے گئے تھے۔ وہی حالت آج اسلام کی ہے یقیناً نہایت سچائی پر مبنی ہے۔ بلکہ اپنی مثال سے بھی بڑھ کر ہے۔ کوئی اور مثال نہ تھی ماسوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی حالت کے متعلق یہ مثال دی ہے۔ مسلمان کہلانے والے اسلام کو چھوڑ چکے ہیں۔ ترک اسلام سے بہت دُور ہو چکے ہیں۔ افغان یا تو دیوانہ ملاں ہیں۔ یا اسلام سے دُور۔ ایران میں اسلام نہایت بے بس و بیکس ہے۔ غرضیکہ ہر مقام پر اسلام بیکسی اور بے بسی کی حالت میں ہے۔ صرف ہندوستان میں اسلام کے متعلق اگر کسی کو جوش اور تڑپ کا دعویٰ ہے۔ تو وہ ہماری ہی جماعت ہے۔ ایسی خطرناک حالت میں اگر ہماری جماعت کی ہی کمر اور جماعت بھی پوری توجہ اسلام کی حفاظت کے لئے نہ کرے۔ تو بتاؤ۔ پھر اسلام کی حفاظت کا اور کیا ذریعہ ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ ہدایت خدا تعالےٰ ہی پھیلاتا ہے۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ ہدایت پھیلانے کے لئے آسمان سے فرشتے نہیں آیا کرتے۔ انسان ہی یہ کام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بدر کی جنگ پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا کی تھی۔ کہ مسلمان مٹھی بھر ہیں۔ اگر یہ تباہ ہو گئے۔ تو پھر اسلام کا کیا بنیگا۔ پس اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ ہماری کوئی طاقت نہیں۔ مگر خدا تعالےٰ انسانوں سے ہی اپنے دین کی اشاعت کراتا ہے۔ اگر ہم ہی توجہ نہ کریں۔ تو پھر اسلام کی خدمت کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ جہاں کوئی اور بھی کام کرنے والا ہو۔ وہاں کوئی سُستی بھی کر سکتا ہے۔ لیکن جہاں ایک ہی کام کرنے والا ہو۔ اس کی سستی کا نتیجہ سوائے تباہی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اس وقت یہ موقع نہیں ہے کہ مختلف جماعتیں اسلام کا کام کر رہی ہیں۔ بلکہ اسلام کی ترقی کا انحصار صرف احمدیہ جماعت پر ہی ہے۔ اور حالات نازک سے نازک تر ہوتے جاتے ہیں۔ اگر ہمیں واقعہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے۔ اور ہم ہر روز جو آپ پر درود پڑھتے ہیں۔ اگر اس میں ایک شمہ بھر بھی صداقت ہے۔ تو ہم اس وقت تک صبر نہیں کر سکتے۔ جب تک قرآن اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت دنیا میں قائم نہ کر لیں۔ ہم ہر روز مسجدوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اور جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام زبان پر آتا ہے۔ تو صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ مگر آپ کی عزت و عظمت قائم کرنے کے لئے اپنے آپ کو مٹا دینے کی تڑپ نہیں پیدا ہوتی۔ تو کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہمیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہے"۔ (فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

پس ضروری ہے۔ کہ ہم غفلت سے بیدار ہوں۔ اور وہ عہد جو ہم نے خدا کے مامور کے ہاتھ پر کیا ہے۔ اسے مدنظر رکھیں۔ بلکہ پورا کر کے دکھلائیں۔ اور آج سے یہ عہد کریں۔ کہ اسلام کی اشاعت کرنے اور قرآن کریم کی جو روشنی مشعل ہے۔ اسے قائم کرنے میں پوری جانفشانی سے کام لینگے۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کے ہر فرد کے دل میں محبت الٰہی کا ایسا شعلہ ہو کہ اس کے منہ سے بھی نکلتا ہو۔ اور اس کا چہرہ دیکھ کر لوگ سمجھ جائیں۔ کہ یہ اسلام کا سچا عاشق ہے۔ جو اسلام کے لئے جان دیدیگا۔ مگر قدم پیچھے نہیں ہٹائیگا۔ (خاکسار احمد جان)

اعلیٰ درجہ کے مومن بننے کی کوشش کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ فرماتے ہیں:۔

"۱/۱۰ حصہ کی وصیت اقل ترین معیار ہے۔ یعنی یہ تھوڑے سے تھوڑا حصہ ہے۔ جو وصیت میں لیا جا سکتا ہے۔ مگر مومن کو یہ نہیں چاہیئے۔ کہ چھوٹے سے چھوٹے درجہ کا مومن بننے کی کوشش کرے۔ بلکہ بڑے سے بڑے درجہ کا مومن بننا چاہیئے۔ یہ درست ہے کہ رشتہ داروں اور لواحقین کو مدنظر رکھ کر کہا گیا ہے۔ کہ ۱/۳ حصہ سے زیادہ وصیت میں نہ دے۔ لیکن یہ نہیں کہا گیا کہ ۱/۱۰ حصے سے زیادہ نہ دے۔ مگر دیکھا گیا ہے۔ کہ اکثر دوست ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرنے پر کفایت کرتے ہیں۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاید ان کا یہ خیال ہو کہ وصیت کا مفہوم ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرنا ہی ہے۔ حالانکہ یہ ادنےٰ تعداد بیان کی گئی ہے۔ اور مومن کے لئے یہی بات مناسب ہے۔ کہ جس قدر زیادہ دے سکے دے۔ ایمان اور مومن کی شان کو مدنظر رکھتے ہوئے تو یہی ہونا چاہیئے۔ جو وصیت کرے۔ ۱/۳ حصہ کی وصیت کرے۔

ہاں جو اتنا حصہ مجبوراً نہ دے سکے۔ وہ اس سے کم دیدے۔ پس اصل وصیت ۱/۳ حصہ کا نام ہے۔ ہاں جو یہ نہ دے۔ وہ اس سے کم ۱/۱۰ حصہ تک دے سکتا ہے۔"

اس ارشاد کی تعمیل میں جناب چوہدری نورالدین صاحب ذیلدار چک [illegible] منٹگمری جنہوں نے ۱۵ر اپریل ۱۹۲۶ء کو ۱/۱۰ حصہ کی وصیت آمد اور جائداد کی کی تھی۔ اب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ میرے دل میں تحریک ہوئی ہے۔ کہ میں اپنی وصیت کے حصہ کو بڑھاؤں۔ اس لئے میں بجائے ۱/۱۰ حصہ کے ۱/۳ حصہ وصیت میں دینے کا اقرار کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے میری کمائی کی رقم نیک کاموں میں خرچ کرا دے۔ کبھی مخالفین کے ساتھ مقدمات میں خرچ نہ ہو۔

اللہ تعالےٰ چوہدری صاحب موصوف کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ اور دینی و دنیاوی مقاصد میں کامیابی بخشے۔

(سکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی قادیان)

مناظرہ چندر کے مگولہ کے متعلق ایک سچی شہادت

۱۵ر نومبر میرے ایک دوست عزیزالدین صاحب لوہار سکنہ کلاس والا نے بتایا۔ کہ آج چندر کے مگولہ میں مناظرہ ہے۔ اس پر میں اور وہ کلاس والا سے سائیکل پر سوار ہو کر چندر کے مگولہ میں پہنچے۔ اور مناظرہ میں شامل ہوئے۔ مناظرہ سننے کے بعد ہم دونوں واپس آ گئے۔ چند دن بعد اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۹ر نومبر ۱۹۳۰ء پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ جس میں اس مناظرہ کی رپورٹ ایڈیٹر کے قلم سے لکھی ہوئی دیکھی۔ جس کو پڑھ کر مجھے بہت حیرت ہوئی۔ میں ایک سکھ دھرم سے تعلق رکھتا ہوں مجھے اس مناظرہ کے دونوں فریق سے اختلاف ہے۔ لیکن باایں ہمہ صداقت کو چھپانا شرافتِ انسانی کا خون کرنا ہے۔ میں دلائل اور سوال و جواب مناظرہ کے متعلق صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ایک طرف سے تو قرآن اور عربی عبارتیں کثرت سے پیش ہوتی تھیں۔ اور اُردو عبارتیں بھی حضرت مرزا صاحب کی کثرت سے پیش ہوتی رہیں۔ مگر دوسری طرف سے ایک نوٹ بُک سے چند باتیں پیش کرنے اور اکثر وقت ناگفتہ بہ ہنسی مذاق کی باتیں ہوتی رہیں۔ میرے دل پر جو اس مناظرے کا اثر ہوا۔ وہ یہی تھا۔ کہ آج اگر اس طرح پر نقلیں کر کے پبلک کو ہنسانا ہی مذہبی لوگوں کا کام رہ گیا ہے۔ اور یہی علامت جیتنے کی ہے۔ تو یقیناً حمر مولوی عصمت اللہ صاحب سفید ڈاڑھی والے سچے ہیں۔ لیکن اگر قرآن شریف پیش کرنا اور متانت سے کلام کرنا سچائی کی علامت ہے۔ تو یقیناً دوسرے مولوی صاحب سچے ہیں۔ اتنی بات اور بھی قابل ذکر ہے کہ جس طرح پر مناظرہ میں مولوی عصمت اللہ صاحب کی آخری تقریر کو دوسرے مولوی صاحب نے سنا تھا۔ اس طرح دوسرے فریق کی آخری تقریر کو مولوی عصمت اللہ صاحب نے نہ خود سنا نہ لوگوں کو سننے دیا۔ (خاکسار مان سنگھ باجوہ سکنہ مہدی پور)

آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا سالانہ جلسہ ایسٹر میں

آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا سالانہ اجلاس دسمبر میں منعقد ہونا قرار پایا تھا لیکن اسی زمانہ میں مختلف کانفرنسیں ہونیوالی تھیں۔ نیز ہز ہائی نس والیٔ رامپور بالقابہ بھی اس زمانہ کو ناپسند فرماتے تھے۔ اس وجہ سے اب یہ طے پایا ہے۔ کہ اجلاس مذکور ایسٹر کی تعطیلوں میں ۱۸ر لغایت ۲۱ر اپریل ۱۹۳۱ء بمقام منٹگمری (پنجاب) منعقد کیا جائے۔ ہز ہائینس نواب صاحب بہادر والیٔ رامپور نے نہایت ہمدردی اور خوشی کے ساتھ اجلاس کی صدارت منظور فرمائی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ شیعہ کانفرنس کا یہ تئیسواں سالانہ اجلاس بلحاظ اجتماع و شان و شوکت ایک یادگار اجلاس ہوگا۔ جن حضرات نے سفر [illegible] سے کانفرنس کے اجلاس سالانہ کے [illegible]

فہرست مبایعین بابت ماہ مئی و جون سنہ ۱۹۳۰ء

نمبر	نام	پتہ
۱۲۴۴	عبدالرحیم صاحب	ضلع شاہ پور
۱۲۴۵	ابراہیم صاحب	" گورداسپور
۱۲۴۶	فقیر محمد صاحب	" "
۱۲۴۷	ناظر خاں صاحب	" "
۱۲۴۸	بانو بیگم بنت فقیر محمد صاحب	" ہوشیارپور
۱۲۴۹	تجمل حسین صاحب	دہلی
۱۲۵۰	جنت بی بی صاحبہ	ضلع ہوشیارپور
۱۲۵۱	مرزا صاحب	" گوجرات
۱۲۵۲	سید منور شاہ صاحب	" پشاور
۱۲۵۳	منشی عبدالکریم صاحب	ڈیرہ دون
۱۲۵۴	مسماۃ بھاگ بھری صاحبہ	ضلع گوجرات
۱۲۵۵	سردار بیگم صاحبہ	" "
۱۲۵۶	محمد حسین ولد عبداللہ دھوبی	" سیالکوٹ
۱۲۵۷	چوہدری علی احمد صاحب	" گورداسپور
۱۲۵۸	چوہدری فیض محمد صاحب	" "
۱۲۵۹	منشی نور محمد صاحب	" اٹک
۱۲۶۰	میاں رحیم بخش صاحب	" گورداسپور
۱۲۶۱	مسماۃ فضل بی بی اہلیہ رحیم بخش مذکور	
۱۲۶۲	محمد صادق صاحب	پسران و دختر رحیم بخش مذکور
۱۲۶۳	عبدالغنی صاحب	
۱۲۶۴	طالعہ بی بی صاحبہ	
۱۲۶۵	چراغ دین صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۲۶۶	مہر بی بی زوجہ چراغ دین صاحب مذکور	" "
۱۲۶۷	الہ دین صاحب	" "
۱۲۶۸	رحمت بی بی والدہ محمد حسین صاحب	" "
۱۲۶۹	اہلیہ نور الدین صاحب	لاپتہ
۱۲۷۰	جنت بی بی زوجہ عبداللہ صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۲۷۱	عبدالجلیل صاحب بھوپالوی	قادیان
۱۲۷۲	قاضی حاجی احمد صاحب	ضلع سرگودھا
۱۲۷۳	سید امیر علی شاہ صاحب	" مظفرآباد
۱۲۷۴	حافظ محمد ایوب صاحب	لاہور
۱۲۷۵	میاں عبدالجلیل صاحب	" ہزارہ
۱۲۷۶	حبیب النساء صاحبہ	" "
۱۲۷۷	بی بی خانم جان صاحبہ	" "

نمبر	نام	پتہ
۱۲۷۸	ڈاکٹر محمد مختار صاحب	ضلع لاہور
۱۲۷۹	الہ بخش صاحب	" سیالکوٹ
۱۲۸۰	منشی ہیر اندتا صاحب	" گوجرات
۱۲۸۱	منشی حسن دین صاحب	" "
۱۲۸۲	محمد اسماعیل صاحب	بہاولپور سٹیٹ
۱۲۸۳	عبدالحمید صاحب	" "
۱۲۸۴	عالم بی بی اہلیہ عبدالحمید صاحب مذکور	" "
۱۲۸۵	غلام رسول صاحب	" "
۱۲۸۶	لال الدین پسر اللہ دتا صاحب	" "
۱۲۸۷	بی بی حسنہ خاتون صاحبہ، اہلیہ نصیر الدین احمد وکیل	بہار
۱۲۸۸	اللہ دتا صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۲۸۹	ناظر حسین صاحب	" "
۱۲۹۰	عبداللہ صاحب	" "
۱۲۹۱	محمد مالک صاحب	" "
۱۲۹۲	محمد علی صاحب	" گوجرات
۱۲۹۳	چوہدری شاہ محمد صاحب	لاہور
۱۲۹۴	میاں برکت علی صاحب	" منٹگمری
۱۲۹۵	سلطان خاں صاحب	اڑیسہ
۱۲۹۶	عثمان خاں ولد گلزار خاں صاحب	"
۱۲۹۷	درویش ایوب صاحب برادر مولوی ابوبکر ایوب صاحب	پادنگ جاون سماٹرا
۱۲۹۸	ایوب لائی پاٹونگ گنگ	" "
۱۲۹۹	کاسہ والدہ مولوی ابوبکر صاحب	" "
۱۳۰۰	زنچہ خالہ مولوی ابوبکر صاحب	" "
۱۳۰۱	لابچی بنتنگ خالہ مولوی ابوبکر صاحب	"
۱۳۰۲	پکیہ تنیسر ماحون	" " " "
۱۳۰۳	محمد حیات خان صاحب	ملتان
۱۳۰۴	فیروز الدین ولد محمد دین صاحب	ضلع شیخوپورہ
۱۳۰۵	روڑے خان صاحب	ضلع گورداسپور
۱۳۰۶	اہلیہ ولایت محمد صاحب	لائلپور
۱۳۰۷	محمد فاضل صاحب	ضلع گجرات
۱۳۰۸	بیگم بی بی زوجہ چوہدری جلال الدین صاحب	لائلپور
۱۳۰۹	چوہدری لال الدین صاحب	" "

نمبر	نام	پتہ
۱۳۱۰	چوہدری برکت علی صاحب	ضلع امرتسر
۱۳۱۱	چوہدری عنایت علی صاحب	" "
۱۳۱۲	چوہدری اکبر علی صاحب	" "
۱۳۱۳	چوہدری صادق علی صاحب	" "
۱۳۱۴	میاں عمر الدین صاحب	" "
۱۳۱۵	بشیر احمد صاحب	لائلپور
۱۳۱۶	شاہ محمد صاحب	ضلع پشاور
۱۳۱۷	گلاب الدین صاحب	" سیالکوٹ
۱۳۱۸	صدر الدین صاحب	ریاست کپورتھلہ
۱۳۱۹	حاتم علی صاحب	سرگودھا
۱۳۲۰	عبدالغفور صاحب	سیالکوٹ
۱۳۲۱	غلام محمد صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۳۲۲	مسٹر شہادت خان صاحب	تحصیل خوشاب
۱۳۲۳	عبدالجلیل صاحب	سندھ
۱۳۲۴	چوگتا صاحب	ضلع گورداسپور
۱۳۲۵	ہسو صاحب	" "
۱۳۲۶	برکت بی بی صاحبہ	" "
۱۳۲۷	غلام حیدر صاحب	" سیالکوٹ
۱۳۲۸	الہ بخش صاحب	" شیخوپورہ
۱۳۲۹	چراغ الدین صاحب	" فیروزپور
۱۳۳۰	مہر غلام محمد صاحب	" شاہپور
۱۳۳۱	غلام مصطفٰے صاحب	" سیالکوٹ
۱۳۳۲	سردار شاہ صاحب	" گجرات
۱۳۳۳	مسماۃ سردار بی بی زوجہ محمد اسمٰعیل صاحب	" سیالکوٹ
۱۳۳۴	عبدالعزیز صاحب پنشنر	ضلع "
۱۳۳۵	عمر الدین صاحب	" گورداسپور
۱۳۳۶	چوہدری حسن محمد صاحب	" گجرات
۱۳۳۷	مسماۃ نعمت بی بی صاحبہ	" پٹیالہ
۱۳۳۸	مرزا چراغ بیگ صاحب	اٹک
۱۳۳۹	پاندھی صاحب	ضلع نواب شاہ سندھ
۱۳۴۰	حاجی جمعہ صاحب	" " "
۱۳۴۱	میاں محمد مصطفٰے صاحب	" آگرہ
۱۳۴۲	مولوی علی محمد صاحب	ڈیرہ غازیخان
۱۳۴۳	خیرن خاتون صاحبہ	" "
۱۳۴۴	چوہدری علی احمد خان صاحب	" ہوشیارپور
۱۳۴۵	محمد جان اہلیہ علی احمد صاحب	" "
۱۳۴۶	چوہدری یامین خان صاحب	" "
۱۳۴۷	میاں خوشحال احمد صاحب	ضلع ۲۴ پرگنہ
۱۳۴۸	میاں خدا بخش صاحب	" امرتسر

نمبر	نام	پتہ
۱۳۴۹	مہنگا صاحب	ضلع امرتسر
۱۳۵۰	میاں نواب صاحب	" "
۱۳۵۱	حسینا صاحب	" "
۱۳۵۲	چراغ الدین صاحب ڈار	" سیالکوٹ
۱۳۵۳	میاں حسین بخش صاحب	" جالندھر
۱۳۵۴	میاں بادان صاحب	ضلع "
۱۳۵۵	عطا محمد صاحب	" "
۱۳۵۶	الہ بخش صاحب	" "
۱۳۵۷	احمد خاں صاحب	" کامل پور
۱۳۵۸	رجب علی صاحب	" "
۱۳۵۹	مسماۃ برکت بی بی صاحبہ	" سیالکوٹ
۱۳۶۰	محمد شریف صاحب ولد رجب علی صاحب	حیدرآباد دکن
۱۳۶۱	منیر احمد صاحب پسر محمد شریف صاحب	"
۱۳۶۲	بی صاحبہ بنت محمد شریف صاحب	"
۱۳۶۳	اہلیہ محمد شریف صاحب	"
۱۳۶۴	چاند خاں صاحب	ضلع آگرہ
۱۳۶۵	بابو نور حسین صاحب	" گجرات
۱۳۶۶	مستری محمد یوسف صاحب	" پشاور
۱۳۶۷	جمیلہ خاتون صاحبہ بنت ڈاکٹر رشید الدین صاحب	
۱۳۶۸	محمد سعید صاحب	ضلع گورداسپور
۱۳۶۹	برکت علی صاحب	" سیالکوٹ
۱۳۷۰	مسماۃ زینب بی بی صاحبہ	ریاست پٹیالہ
۱۳۷۱	میاں غلام دستگیر صاحب	سکندرآباد
۱۳۷۲	شیخ شجاع دین صاحب	گورداسپور
۱۳۷۳	قاضی محمد عالم صاحب عطار	ضلع گوجرانوالہ
۱۳۷۴	رشیدہ بیگم صاحبہ	سیالکوٹ
۱۳۷۵	چوہدری علی محمد صاحب	ضلع لائلپور
۱۳۷۶	حمیدہ بیگم صاحبہ	ہوشیارپور
۱۳۷۷	کرم النساء	ضلع لاہور
۱۳۷۸	منیر الدین احمد صاحب جمعدار	ضلع جلپائیگوری
۱۳۷۹	عبدالمجید صاحب سب انسپکٹر	" جالندھر
۱۳۸۰	کلثومن صاحبہ	ضلع آگرہ
۱۳۸۱	فہمیدہ صاحبہ	" "
۱۳۸۲	مولوی اقبال الدین احمد خان صدیقی مولوی فاضل	حیدرآباد دکن
۱۳۸۳	سردار بی بی صاحبہ	ضلع سیالکوٹ
۱۳۸۴	منشی جلال الدین صاحب اکبر منشی فاضل	سرگودھا
۱۳۸۵	میاں کالو صاحب	ضلع گجرات

(باقی آئندہ)

طاقت کی بے نظیر دوا

کناری ٹونس نہایت بیش قیمت کشتوں اور قیمتی ادویات سے مرکب دوائی ہے۔ سردی اور گرمی میں یکساں استعمال ہو سکتی ہے۔ دماغ کو طاقت دیتی ہے۔ آواز کو صاف کرتی ہے رنگ نکھارتی ہے۔ دل کو فرحت بخشتی ہے۔ جسم کو مضبوط کرتی ہے۔ بھوک لگاتی ہے۔ کھانا ہضم کرتی ہے تمام قسم کی مردانہ کمزوریوں کا بے نظیر علاج ہے۔ عورتوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ ماہواری ایام میں درد کثرت۔ یا قلت حیض۔ حمل نہ ٹھہرنا۔ یا اسقاط ہو جانا۔ بچے کا کمزور پیدا ہونا۔ سب امراض کے لئے فائدہ بخش ہے۔ افسردگی۔ خفقان۔ وہم۔ کام سے نفرت ان سب تکلیفوں کا علاج ہے۔ اس کے استعمال سے عورتوں کا دودھ بڑھتا ہے۔ اور بچہ مضبوط پیدا ہوتا ہے۔ پرانے نزلہ اور بخار نہایت مفید ہے۔ تکان دور کرتی ہے بینائی کو طاقت دیتی ہے۔ قیمت باوجود ان سب خوبیوں کے ۲ فی شیشی علاوہ محصولڈاک تین شیشی ۵ چھ شیشی ۹ ؛؛

سرمہ نورانی آنکھوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ ککرے۔ بصارت کی کمزوری۔ آنکھوں کی سرخی دھند۔ جالا۔ شب کوری۔ ناخنہ پانی بہنا۔ سب امراض میں مفید ہے۔ قیمت ۱۲ فی تولہ ؛؛

دلکشا منجن دانتوں کی صفائی۔ مسوڑوں کی مضبوطی خون کے روکنے منہ کی بدبو دانتوں کے ہلنے اور ان کے دور کرنے کے لئے اور درد دندان کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ) ؛؛

دلکشا ہیر آئل بالوں کا خیال نہ صرف عورتوں کے لئے ضروری ہے۔ بلکہ مردوں کیلئے بھی۔ دلکشا ہیر آئل نہ صرف بالوں کو خوبصورت۔ ملائم۔ مضبوط اور لمبا کرتا ہے۔ بلکہ بفہ یعنی سکری کا بھی علاج ہے پس عورتیں اس سے یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قیمت فی شیشی ۱۲ اور تین شیشی معہ ۲ علاوہ محصولڈاک ؛

دلکشا عطر ہمارے کارخانہ میں ہر قسم کے عطر نئے طریق پر تیار کئے جاتے ہیں ان عطروں کے بنانے میں یہ کوشش کی گئی ہے۔ کہ عطر کی خوشبو پھولوں سے مشابہ رہے۔ ڈیڑھ روپیہ تولہ سے لیکر ۸ (آٹھ روپے تولہ تک) ہر قسم کے عطر مل سکتے ہیں۔ آرڈر بھیج کر خود ہی ہمارے عطروں کا تجربہ کرلیں۔ فہرست دو پیسے کا ٹکٹ آنے پر بھیجی جاتی ہے ؛؛

ملنے کا پتہ منیجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان

ہماری ایجاد کے متعلق ایک معزز کی رائے ہے

میں نے اپنے گھر میں سرمہ نورانی استعمال کرایا ہے۔ جو دلکشا پرفیومری کمپنی کا تیار کردہ ہے آنکھوں کی درد۔ کھجلی پانی بہنا وغیرہ امراض کے لئے اسے بہت مفید پایا ہے۔ احباب ایسے پورے وثوق اور اطمینان سے استعمال کر سکتے ہیں۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب مصری ہیڈ ماسٹر احمدیہ سکول قادیان

باموقعہ قابل فروخت اراضی

رعائیتی قیمت پر

(۱) ۹ کنال اراضی۔ برلب سڑک قادر آباد کی طرف مسجد مبارک سے ۶ - ۷ منٹ کے فاصلہ پر۔ قیمت ۱۵ روپے فی مرلہ۔ اکٹھا رقبہ لینے والے سے کچھ رعایت کی جا سکتی ہے ؛؛

(۲) ۵ کنال اراضی برلب سڑک۔ منڈی سے چند قدم کے فاصلہ پر۔ بہت اچھا موقعہ ہے

(۳) ۲½ کنال۔ مسجد نور سے ایک منٹ کے فاصلہ پر۔ بورڈنگ کے قریب۔ جامعہ احمدیہ کے پچھواڑے۔ قیمت ۲۰ روپیہ مرلہ۔ یہاں پہلے ۲۵ روپیہ مرلہ اراضی فروخت ہو چکی ہے۔

یہ تینوں رقبے احباب موقعہ دیکھ کر خریدیں۔ تا کہ ان کے باموقعہ ہونے کا اندازہ کر سکیں۔ خط و کتابت حسب ذیل پتہ پر کریں

محمد عبد اللہ خان آف مالیر کوٹلہ قادیان

ضرورت ہے احباب توجہ فرمائیں

ایہا الاحباب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں عرصہ دس سال سے قادیان دارالامان میں ہجرت کر کے آیا ہوں۔ اور خدا کے فضل سے یہاں ایک مکان بھی چار پانچ ہزار کا بنا لیا ہے۔ یہاں کام زرگری کا کرتا ہوں۔ اور خدا کے فضل سے اپنے کام کا پورا ماہر ہوں پنجابی زیور ہندوستانی مثلاً پھول چوک۔ انام جگہ۔ نتھ۔ لونگ۔ بندے۔ چونکلی۔ ڈنڈیاں۔ ہر قسم کی چوڑیاں۔ بند بمبئی بند۔ کڑے۔ گوکھرو۔ وغیرہ انگریزی زیور۔ ہار گلوبند نکلس بٹن۔ کلپ۔ چھلے۔ چوڑیاں۔ انگوٹھیاں ہر قسم کی فینسی کانٹے وبندے۔ انگریزی و دیسی نئے نئے نمونہ کے بنا سکتا ہوں۔ مگر بوجہ قادیان میں اکثر طبقہ غرباء کے کام بہت کم ملتا ہے۔ اس لئے بعض دوستوں کے مشورہ سے کہ تم اپنے کام کے متعلق باہر کی جماعتوں میں اعلان کر دو۔ تاکہ تمہارا کام چل پڑے۔ سو میں اس اعلان کے ذریعے سے امید کرتا ہوں۔ کہ ضرور تمند احباب توجہ فرمائیں گے۔ کام خدا کے فضل سے خالص عمدہ۔ مضبوط خوبصورت اور انشاء اللہ وعدہ پر تیار کر کے دیا جاویگا۔ مزدوری بھی واجبی لی جاویگی۔ آزمائش شرط ہے چونکہ عام زرگروں کا اعتبار اٹھ گیا ہے۔ اس لئے آپ اپنے اعتبار کی خاطر جو بھی کوئی معتبر ذرائع اختیار کر سکتے ہیں کر لیں۔ نمونہ کے طور پر کچھ چھوٹے چھوٹے کانٹے و انگوٹھیاں تیار ہیں۔

(نوٹ) ہر آرڈر کے ہمراہ زیور کا نقشہ یا اس کی وضع قطع تحریر کی جائے۔ اور کم از کم چوتھائی قیمت پیشگی ارسال کی جائے۔ باقی کا وی پی کیا جائیگا۔ اگر تحریر کے خلاف نکلے تو بغیر کسی نقصان کے واپس کر دیا جائیگا۔

لعل دین احمدی زرگر قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

نارتھ ویسٹرن ریلوے

اشتہار

کرسمس اور نوروز کی تعطیلوں کے لئے کرایہ میں تخفیف

آئندہ بڑے دن اور نوروز کی تعطیلوں کے لئے واپسی ٹکٹ جو ۱۴ جنوری ۱۹۳۱ء تک کار آمد ہونگے۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ۱۲ سے ۳۱ دسمبر تک مل سکیں گے۔ بشرطیکہ سفر ہر دو جانب ۱۰ میل سے زائد ہو۔ یا اس قدر فاصلہ کے لئے کرایہ ادا کیا جائے۔

درجہ اول و دوم .... ۱ ۱/۲ کرایہ

درجہ درمیانہ .... ۱ ۱/۲ کرایہ

درجہ سوم .... ۱ ۱/۲ کرایہ

۲۔ انہی تاریخوں میں موٹر کاروں کے لئے بھی جو مسافر گاڑیوں کے ذریعہ بک کرائی جائیں۔ واپسی ٹکٹ مل سکیں گے جو ۱۴ جنوری ۱۹۳۱ء تک کار آمد ہونگے۔ کرایہ ایک طرف کا لیا جائے گا۔ لیکن نقصان کا ذمہ وار خود اس کا مالک ہوگا۔ یہ ٹکٹ ایسے سٹیشنوں سے ایسے سٹیشنوں تک مل سکیں گے۔ جو اس قسم کی اشیاء کے لئے سہولتیں رکھتے ہیں۔

صدر دفتر

نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

جے۔ ایچ۔ جینز چیف کمرشل مینجر۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

ایک احمدی نوجوان حجام

کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ آدمی نیک اپنے کام میں خوب ماہر اور دو ڈھائی روپے روز کا کارکن ہے۔ عمر قریباً بیس سال باشندہ ضلع گجرات کا ہے ضرورتمند احباب بذریعہ خط کتابت کریں

مینیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی۔ ضلع سرگودھا

پیداوارسن کی منڈی

خریداران پیداوارسن کی خدمت میں التماس ہے

ہماری دوکان پر نہایت عمدہ پیداوارسن کا ذخیرہ موجود ہے اور معقول کمیشن پر مال بیرونجات کو روانہ ہوتا ہے۔ قیمت طلب وی پی بھی مال روانہ ہوتا ہے نرخ کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت ہو سکتا ہے۔ روانگی کے جملہ اخراجات بذمہ خریدار رہیں گے۔ مال عمدہ اور بکفایت روانہ کیا جائیگا احمدی خریداران خاص طور پر توجہ فرمائیں۔ پتہ

احمد حسین فضل حسین احمدی سوداگران پیداوارسن بازار قصبہ میراں پور کٹرہ ضلع شاہجہانپور (یو۔ پی) ای۔ آئی۔ آر

آپ

الفضل میں کم از کم تین دفعہ اپنا اشتہار دیکر تجربہ کر لیجئے کہ کس قدر فروغ آپ کی تجارت کو ہوتا ہے کیونکہ ہر طبقہ اور ہر مذاق کے لوگوں میں پڑھا جاتا ہے

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم شاہی حکیم کی مجرب محافظ اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ آٹھ آنہ چار آنہ (۸/ ۴/)

شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً ۱۰ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایکدفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائے گا۔

حب مقوی اعضا

فولاد کی گولیاں

یہ گولیاں پٹھوں کو قوت دیتی ہیں۔ بدن کی عام کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ جوڑوں کا درد۔ درد کمر۔ تمام بدن کا درد۔ ان گولیوں کے استعمال سے دور ہوتا ہے۔ یہ گولیاں خون پیدا کرنے چست و توانا بنانے۔ رنگ سرخ کرنے کے علاوہ دماغ کے لئے خاص علاج ہیں۔

قیمت پچیس گولیاں ایک روپیہ آٹھ آنے

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

ہندوستان اور بیرونی ممالک کی خبریں

——— لندن ۴ دسمبر کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ اگرچہ یہ لکھنا صحیح نہیں۔ کہ گول میز کانفرنس کی حالت خطرناک ہو گئی ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں۔ کہ کھلے اجلاس میں مندوبین کے دلوں میں جو خوشگوار توقعات پیدا ہو گئی تھیں۔ وہ منقطع ہو گئی ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک درجن سے زیادہ مندوبین نے عہد کر لیا ہے۔ کہ اگر وجہ سنتحرات کی تجویز ناکام رہ جائے۔ تو وہ واک آؤٹ کر جائیں گے۔

——— لندن ۴ دسمبر۔ آج صبح فیڈریشن کمیٹی نے لارڈ سینکے کی صدارت میں اجلاس کیا۔ سب سے پہلے دوعملی کی تنسیخ کا مسئلہ پیش ہوا۔ اسی کے سلسلے میں یہ امر بھی زیر بحث آیا۔ کہ اگر دوعملی منسوخ ہو جائے۔ تو مجلس حاکمہ کی ہیئت ترکیبی اور اس کا دستور العمل کیا ہو۔ اور مجلس حاکمہ اور مجلس مقننہ کے مقابلہ میں گورنر کو کیا اختیارات حاصل ہوں۔ اس بات کا بھی فیصلہ ہو گیا۔ کہ یہ سب کمیٹی اس امر پر بھی غور کرے۔ کہ لاء اینڈ آرڈر۔ اقلیتوں کے حقوق اور دوسرے مفادات کے لئے اگر تحفظات ضروری ہوں۔ تو کیا ہوں:۔

——— لندن ۳ دسمبر۔ ناقابل انتقال ملکیت یا اجارہ یا کاشتکاری کے طور پر یہودیوں نے فلسطین میں جو زمینیں حاصل کر رکھی ہیں۔ ان کے متعلق دارالامرا میں بحث شروع ہوئی۔ لارڈ پاسفیلڈ نے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ یہودیوں نے فلسطین میں کوئی ایسی کارروائی نہیں کی۔ جو قانوناً ناجائز ہو۔ اس لئے حکومت مرتبہ قانون میں کوئی ایسی ترمیم نہیں کرنا چاہتی۔ جس سے یہودیوں کی کارروائی خلاف قانون قرار دی جا سکے۔ لارڈ اسلنگٹن نے بحث کا افتتاح کرتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ یہودیوں کا فعل میثاق جمعیۃ اقوام اور انتداب کی صریح خلاف ورزی پر مبنی ہے۔ لارڈ ریڈنگ نے حکمت عملی کو حق بجانب ثابت کرتے ہوئے کہا۔ کہ یہودیوں اور عربوں کا پرامن زندگی بسر کرنا ضروری ہے۔ لیکن عربوں نے اپنی مرضی سے اراضی فروخت کیں۔ اس لئے ہمارا فرض نہیں۔ کہ ان کے معاوضہ میں عربوں کو اور اراضی بہم پہونچائیں۔ وہ اسے بھی دوبارہ فروخت کر دینگے:۔

——— علیحدگی برما کی سب کمیٹی کے تمام ارکان کو رنگون کی تمام برمی انجمنوں کی جنرل کونسل کی طرف سے ایک یادداشت کے نسخے موصول ہوئے ہیں۔ جن میں ہندوستان سے برما کی فوری علیحدگی کے خلاف احتجاج کیا گیا ہے۔

——— لاہور ۵ دسمبر۔ مقدمہ سازش لاہور میں بھگت سنگھ مسٹر راجگورو۔ عرف ایم۔ اور مسٹر سکھدیو کو پھانسی کی سزا ہوئی تھی۔ سپیشل ٹریبونل کے اس فیصلہ کے خلاف پریوی کونسل میں اپیل دائر ہو چکی ہے۔ اس سلسلہ میں اب معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت پنجاب نے سکھدیو کی سزائے پھانسی عمر قید میں تبدیل کر دی ہے۔

——— پشاور ۴۔۳ دسمبر۔ نمبر ۹ جہانسی بریگیڈ نوشہرہ اس بریگیڈ کی جو سڑکوں کی تعمیر میں مصروف تھا۔ حفاظت کرنے کے لئے مری خیل کیمپ سے روانہ ہوا۔ پیش قدمی کے دوران میں کسی قسم کی مزاحمت نہیں ہوئی۔ لیکن جب واپس جانے لگا۔ تو آفریدیوں نے فی الفور گولی چلانی شروع کر دی۔ اور دلیرانہ اس کا تعاقب کیا۔ حتےٰ کہ بریگیڈ اپنے کیمپ میں پہونچ گیا۔ بریگیڈ نے بندوق اور مشین گن سے فائر کئے۔ ایک برطانی افسر مقتول اور ایک خفیف مجروح ہوا۔

——— پٹنہ ۴ دسمبر۔ موضع دراؤلی ضلع ساران میں سرکاری افسروں اور ملازموں کی ایک جماعت چوکیدارہ کی وصولی کے لئے گئی۔ ہجوم نے اس پر حملہ کر دیا۔ جو لاٹھیوں۔ بھالوں اور دیگر اسلحہ سے مسلح تھے۔ دیہاتی منتشر کر دیئے گئے۔ لیکن وہ دوبارہ جمع ہو گئے۔ اور بھاری تعداد میں چاروں طرف سے پولیس پر ٹوٹ پڑے۔ کئی پولیس والے اور ان کے گھوڑے زخمی ہوئے۔ متعدد بلوائی بھی مجروح ہوئے۔

——— پیرس ۴ دسمبر۔ ہاواس ایجنسی کا ایک برقی پیغام مظہر ہے۔ حکومت کو سینٹ میں ۱۳۹ اور ۱۴۷ آراء کے تناسب سے شکست ہوئی۔ موسیو تاردیو نے استعفا دیدیا ہے۔ سینٹ میں حکومت کی حکمت عملی پر مخالفانہ گفت و شنید ہوئی۔ جس کے باعث حکومت مستعفی ہو گئی:۔

——— رایو ڈی جنیرو ۴ دسمبر۔ جنوبی امریکہ میں پورٹو نووو ڈاکتھا کے ریلوے سٹیشن پر ڈائنامیٹ کی ایک گاڑی میں دھماکا ہوا۔ جس سے ۳۶ آدمی ہلاک اور تین عمارتیں منہدم ہو گئیں۔

——— پشاور ۵ دسمبر۔ مزار شریف سے موصول شدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ افغانستان کے بازاروں میں روس کے ارزاں پارچات چائے اور شکر کی درآمد کے باعث سوداگروں نے برطانی پارچات چائے اور شکر کی فرمائشیں منسوخ کر دی ہیں۔ آج تک یہ اشیاء افغانستان کو پشاور سے جاتی تھیں:۔

——— الہ آباد ۵ دسمبر۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ پنڈت موتی لال نہرو کی حالت نازک ہے۔ اور وہ کلکتہ سے الہ آباد واپس لائے جا رہے ہیں:۔

——— لندن ۴ دسمبر۔ وزیر اعظم نے جو پارٹی دی۔ اس میں مولانا شوکت علی۔ بیگم محمد علی۔ لیڈی گلینسی اور سردار اجل سنگھ وغیرہ اصحاب شامل ہوئے:۔

——— بمبئی ۴ دسمبر۔ سردار ولبھ بھائی پٹیل صدر انڈین نیشنل کانگریس کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کھیڑا کی طرف سے نوٹس موصول ہوا ہے۔ کہ ضلع کھیڑا میں نہ آپ داخل ہوں۔ اور نہ تقریریں کریں۔

——— پشاور ۴ دسمبر۔ افغانستان کی امانیہ گورنمنٹ کے ممبر سردار محمد ولی خان۔ عبدالحکیم خان اور عبدالعزیز خان جنہیں نادر خان نے بغاوت کے جرم میں قید کیا ہوا تھا۔ اب رہا کر دیئے گئے ہیں:۔

——— لاہور ۵ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر اوگلوی سکرٹری گورنمنٹ پنجاب رخصت پر انگلستان جا رہے ہیں:۔

——— لندن یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے ایک کتاب "سائیکالوجی آف کلوذز" (لباس کا فلسفہ) لکھی ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ انسانی تہذیب اس قدر اونچی ہو جائیگی۔ کہ آئندہ زمانہ کا مہذب انسان (مرد و عورت دونوں) ننگا رہا کریگا۔

——— رائٹر کو معلوم ہوا ہے۔ کہ سر تیج بہادر سپرو اقلیتوں کے مسئلہ اور فرقہ وار مسائل کے تصفیہ اور اچھوتوں کے دعاوی کے زبردست حامی ہیں۔ ان مسائل پر ان کے اور ان کے رفقائے کار (لبرل) کے درمیان شدید اختلاف آرا رونما ہو گیا۔ اور یہ اختلاف اس حد تک پہونچ گیا۔ کہ سر تیج بہادر سپرو نے لبرلوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے:۔

——— نئی دہلی ۳ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اغلباً جدید اسمبلی کا اجلاس ۱۴ جنوری کو طلب کیا جائیگا۔ جس میں ارکان سے حلف وفاداری لیا جائیگا۔ اور صدر کا انتخاب عمل میں آئیگا:۔

——— برلن ۳ دسمبر۔ کو ولنو کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ سوویٹ روس نے راسکوو سکی سابق سفیر متعینہ پیرس کو اس جرم میں سائبیریا جلاوطن کر دیا ہے۔ کہ وہ اشتراکی لیڈروں کے خلاف مسلسل پروپیگنڈا کرتا رہا:۔

——— حکومت ہند کے وزیر تعلیمات آنریبل میاں سر فضل حسین کوشش فرما رہے ہیں۔ کہ حج کمیٹی کی سفارشات پر جلد سے جلد عمل درآمد کیا جائے۔ بالخصوص یہ امر مدنظر ہے۔ کہ حاجیوں کے کرایہ جہاز میں کس حد تک تخفیف کرائی جائے۔ اور کونسی سہولتیں مہیا کی جائیں جن سے آئندہ موسم حج میں عازمان حج فائدہ اٹھا سکیں:۔

——— پنجاب یونیورسٹی کے چانسلر نے مرزا محمد سعید ایم اے کے مستعفی ہونے پر آنریبل ملک فیروز خان نون وزیر تعلیمات پنجاب کو یونیورسٹی کا فیلو مقرر کیا:۔

——— امرتسر ۴ دسمبر۔ کل شام کے وقت گھنٹہ گھر (سری دربار صاحب) کے مقام سے پولیس کی چوکی اٹھالی گئی۔ اور رسمی طور پر اس کا چارج مقامی گوردوارہ کمیٹی کو دیدیا گیا:۔

——— امرتسر ۴ دسمبر۔ چند دن ہوئے۔ میسرز بشن داس نرائن چند بدیشی پارچہ فروشوں نے بدیشی کپڑا فروخت کیا۔ عدم تشدد کا پرچار کرنے والے کانگریسیوں نے انہیں سخت تنگ کیا۔ جس سے وہ بیچارے شہر چھوڑ کر سول لائن میں جا رہے ہیں:۔

——— رنگون ۴ دسمبر۔ گذشتہ شب زلزلہ آجانیکے باعث پیونٹرا ... [illegible] ... آدمی ہلاک اور متعدد مجروح ہوئے:۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شایع کیا۔